Rgd E.P. No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — فی پرچہ ۲ آنے

تاریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۱ ہجرت ۱۳۳۳ ہش ۱۷ رمضان ۱۳۷۳ھ ۔ ۲۱ رمئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۰

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

مقدمہ حملہ قاتلانہ کے متعلق بیان

ربوہ - ۸ رمئی حضور کی طبیعت کل اچھی رہی ۔ ٹمپریچر بھی نہیں تھا۔ الحمد للہ

۹ رمئی - حضور کی صحت کل دن بھر اچھی رہی — ۱۱ رمئی - کل حضور کی نقرس کی وجہ سے زیادہ تکلیف رہی - پاؤں کے انگوٹھے کا جوڑ متورم ہو گیا ہے ۱۲ رمئی - حضور کو نقرس کی تکلیف بدستور جاری ہے ۔

۱۳ رمئی کل حضور کو نقرس کی وجہ سے تکلیف زیادہ رہی - آج طبیعت نسبتاً بہتر ہے ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔ — ۱۳ رمئی - حضور پر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں جو ملزم عبد الحمید کے خلاف دائر ہے شہادتیں جن میں حضور کا اپنا بیان بھی شامل تھا کل بمقام لائل پور عدالت میں قلمبند کی گئیں ۔ فیصلہ بعد میں سنایا جائے گا ۔

مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم

مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم ہندوستان کے مشہور لیڈر اپنے اخبار ہمدرد میں لکھتے ہیں :-

"ناشکر گذاری ہو گی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں - یہ حضرات ..... مسلمانوں کی تنظیم، تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جد و جہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرزِ عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہو گا جن اصحاب کو جماعتِ قادیان کے اس جلسہ عام میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے ۶۔ اکتوبر کے طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے ۔ وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔" (۲۶-۹-۲۷)

اخبار احمدیہ

۱۲ رمئی - عبد الرشید صاحب (ہمشیرہ زاد شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ) جو پاکستان سے بمبئی میں چھ ماہ کی بطور سینٹری انسپکٹر تعلیم پانے آئے تھے ۔ تکمیل تعلیم کے بعد چند دن قادیان میں قیام کر کے پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے ۔

۱۷ رمئی - مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ نے مسجد مبارک میں ریاض الصالحین کا درس شروع کیا جو بقیہ ایام رمضان مبارک میں بعد نماز فجر ہوتا رہے گا ۔

۱۸ رمئی - جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کو نسبتاً کافی آرام ہے ۔ گو ابھی کامل افاقہ نہیں ہوا ۔ احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں ۔

محترمہ بیگم صاحبہ جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو چار روز قبل نزلہ زکام اور کھانسی کی تکلیف شروع ہوئی جو بتدریج شدت اختیار کر گئی چنانچہ اس وجہ سے کل آپ کو نیند نہیں آ سکی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کافی افاقہ ہے احباب کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

تحریک جدید روحانی والدین کی طرف سے

ایک دوست نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کیا کہ میرے دل میں کئی دن سے یہ تحریک ہو رہی تھی کہ میں نے خونی والدین کی طرف سے تو چندہ تحریک جدید لکھوا دیا ہے ۔ لیکن میں نے روحانی والدین یعنی حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ادا نہیں کیا ۔ اس کی اجازت فرمائیں اور طبع ہونے والی فہرست میں بھی اس کا ذکر کیا جائے ۔ حضور نے اس درخواست کو منظور فرما لیا - اور اجازت دی ۔ کہ اسے انیس سالہ جہاد کی فہرست میں درج کیا جائے ۔ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے وہ مزید ثواب حاصل کریں ۔

روحانی والدین کی طرف سے احباب مل کر حصہ لے سکتے ہیں ۔ اس طرح ایک کثیر تعداد کو ثواب کا موقع مل سکے گا ۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ترقی احمدیت مولانا ظفر علی خاں کی نظر میں

مولانا ظفر علی خاں اخبار "زمیندار" لاہور میں لکھتے ہیں :-

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں ۔ کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے ۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں — یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے ۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں ۔" (۱ / ۲۶-۹)

"مانچسٹر گارڈین" کا بیان حضرت امام جماعت احمدیہ پر

حملہ کے تعلق میں

گذشتہ کئی اشاعتوں میں ہند و بھارت کے اخبارات کے بیانات ہم درج کر چکے ہیں ۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کو کس حد تک قابل نفرین سمجھا گیا ہے ۔ آج آپ "مانچسٹر گارڈین" کا بیان پڑھیئے وہ اپنی ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

"رائٹر کی اطلاع کے مطابق بدھ کی رات کو احمدیہ فرقہ کے امام حضرت امام مرزا بشیر الدین محمود احمد پر خنجر کا وار ہونے کے بعد پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کے لئے سخت اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں جو لاہور سے ۱۵۰ میل شمال کی طرف واقع ہے مسجد سے نکلتے ہوئے آپ کی گردن پر خنجر سے وار کیا گیا ۔ کل آپ کی حالت خطرہ سے باہر ہونے کی اطلاع دی گئی ہے ۔"

ایک سفارتی نمائندہ نے لکھا ہے کہ :-

"احمدی لوگ ایک غیر مقلد مسلم فرقہ ہیں جو اپنے اختلافی عقائد کی وجہ سے مغربی پاکستان کی ریاست میں ایک لمبے عرصہ سے کشمکش کا باعث بنے ہوئے ہیں - اور اب بھی ہیں - کیونکہ یہ ایک فعال تبلیغی مہم چلا رہے ہیں - یہ لوگ کٹر ملاؤں کی طعن و تشنیع اور دشنام طرازی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں - سر ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ جماعت کے بڑے لیڈروں میں سے ایک ہیں ۔

گذشتہ سال پنجاب میں احمدیوں کے خلاف سخت فسادات ہوئے جن کے نتیجہ میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو جن پر فسادات کو شہ دینے کا الزام تھا مستعفی ہونا پڑا ۔ نیز بالواسطہ ان کے نتیجہ میں خواجہ ناظم الدین مرکزی کابینہ بھی ٹوٹ گئی ۔ حکومت قائم ہو جانے کے بعد جن علماء نے فسادات کو ہوا دی تھی ان پر مقدمات چلا کر انہیں لمبی لمبی قید کی سزائیں دی گئیں ۔"

نماز

نماز انسانی تمام خرابیوں کے ساتھ اکراہ - تا تقویٰ پیدا ہو اور انوار الٰہیہ کا نزول ہو ۔

کمال حبیب الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

فیصلہ "فسادات پنجاب" اور پریس

گزشتہ سال اینٹی احمدیہ فسادات کرکے جن جماعتوں نے اپنی اخلاق باختگی کا ثبوت بہم پہنچایا اسے تحقیقاتی کمیشن کے فیصلہ نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان جماعتوں کی ننگِ اخلاق و انسانیت سوز حرکات کو پریس نے حد درجہ قابل مذمت قرار دیا ہے۔ چنانچہ "انقلاب" بمبئی ۲۲ اپریل کے افتتاحیہ میں زیر عنوان "فسادات پنجاب" رقمطراز ہے:۔

"پاکستانی پنجاب کے احمدیہ دشمن ہنگاموں کی تحقیقات کرنے والی عدالت نے جو رپورٹ شائع کی ہے۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ ان ہنگاموں کی ذمہ داری بڑی حد تک میاں دولتانہ کے سر ہے جو اس زمانہ میں پنجاب کے وزیر اعظم تھے۔ ان ہنگاموں میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تقریباً پانچسو افراد اور غیر سرکاری اندازے کے مطابق تقریباً ڈھائی ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ اور اس آگ کو محض اس لئے ہوا دی گئی کہ مسٹر دولتانہ پاکستان کی مجوزہ پارلیمنٹ میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان مساوات کی تجویز کے خلاف تھے۔ اور دراصل وہ ہنگامے کرا کے خواجہ ناظم الدین پر دباؤ ڈالنا چاہتے تھے۔ جو اس زمانے میں پاکستان کے وزیر اعظم تھے اور اس تجویز کے حق میں تھے۔

اب نہ تو مسٹر دولتانہ مغربی پنجاب کے وزیر اعظم اور نہ خواجہ ناظم الدین پورے پاکستان کے۔ بلکہ مشرقی پاکستان کے الیکشن میں مسلم لیگ کی ناکامی کی وجہ سے پورا سین منظر ہی بدل چکا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس شخص کو بغیر مواخذہ عدالت کے رو برو پیش کیا جائے گا۔ جس کی گردن پر ہزاروں افراد کا خون ہے۔ اور جس نے اپنے سیاسی مطالبات منوانے کے لئے عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی مذموم حرکت کی تھی"

اسی طرح روزنامہ الجمعیتہ دہلی نے "آزاد ہند" کلکتہ کا ذیل کا اقتباس ۳۰ اپریل کے افتتاحیہ میں درج کیا ہے:۔

تحقیقاتی کمیٹی کی یہ رپورٹ صاف طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ صرف سیاسی مفاد اور صوبائی عصبیت کے فروغ کے لئے پاکستان کے عام مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلا گیا۔ اور انہیں اپنے ذاتی سیاسی مقاصد کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دینے میں کسی اسلامی اصول کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ رپورٹ میں خاص طور پر دولتانہ کی ذمہ داری کے لئے جس پارٹی کا نام لیا گیا ہے۔ وہ احرار ہے جس میں جماعت اسلامی کے ممبر بھی شامل تھے۔ اگر واقعی ان لوگوں نے "تحریک نبوت" کے داعی کی حیثیت سے ایمانداری اور خلوص کے ساتھ ایجی ٹیشن چلایا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے مذہبی حق کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ جس کے صحیح اور غلط ہونے کے متعلق مختلف رائیں ہو سکتی تھیں۔ مگر جب خالص سیاسی مفاد کی تکمیل کے لئے مذہب کو آڑ بنا کر عام مسلمانوں کو اُتو بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس سلسلے میں خوفناک اور خونریز فسادات برپا کئے جائیں تو کھلی بات ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان کا اسلام کے متعلق کوئی دعویٰ مشکل ہی سے قبول کیا جا سکتا ہے۔ چاہے وہ وزیر کے روپ میں آئیں یا مذہبی رہنما کے روپ میں۔ اب وقت ہے کہ مسلمان، خواہ ہندوستان کے ہوں یا پاکستان کے اپنے نام نہاد رہنماؤں کے خدوخال کو اچھی طرح پہچان کر یاد کریں۔ تاکہ جب کبھی وہ بھیس بدل کر اسلام اور مذہب کے نعرے لگانے۔ ان کے جذبات سے کھیلنے کے لئے میدان میں آئیں تو بدلے ہوئے بھیس کے باوجود شناخت کرنے میں مسلمانوں کو کوئی دقت محسوس نہ ہو۔"

رمضان مبارک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"روزے کا اثر انسان کے جسم پر فاقہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسان کی جسمانی حالت بگاڑتا اور اس کے عادی نظام کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اگر ایسے بچے جو ابھی نشو و نما نہیں پا چکے ہوئے روزے رکھیں گے تو ضرور ان کی صحت پر بُرا اثر پڑے گا۔ اس لئے بچوں سے جو لوگ روزہ رکھواتے ہیں وہ ثواب کا کام نہیں کرتے بلکہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ نبیوں سے بڑھ کر کون دین کے لئے غیرت دکھلا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میری صحت ہمیشہ کمزور رہتی ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ میرے ہاں بچہ بھی دیر سے پیدا ہوا۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کی تھی۔ حالانکہ بچہ اس سے بھی کم عمر میں پیدا ہو سکتا ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں بچہ پیدا کرنے کی مثال خود ہمارے خاندان میں بھی موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر میری عمر انیس۱۹ برس کی تھی۔ لیکن میری صحت کے لحاظ سے یہ وہ زمانہ بھی میرے روزہ کی طاقت کا زمانہ نہ تھا۔ اور محض میری صحت کی کمزوری کی وجہ سے حضرت صاحب میرے لئے روزہ رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اب بھی میری صحت کی یہ حالت ہے گو بارہا میں سارے روزے رکھتا ہوں۔ لیکن بعض دفعہ میں اب بھی روزے نہیں رکھ سکتا ہیں جن بچوں کے چھوٹے اور کمزور جسم ہوں۔ ان کو روزوں پر مجبور کرنا جو ان کو روزے رکھنے دینا بھی درست نہیں۔

پندرہ سال کی عمر کے بچوں کو روزہ رکھوانے کی مشق کرانی چاہیئے۔

پندرہ سال کی عمر کے بچوں کو روزہ رکھوا...

گوشوارہ وصولی چندہ جات از بجٹ ۱۹۵۳-۵۴ء و بقایا سابقہ

جماعتوں کی اطلاع کے لئے تاوہ بقایا جات کی ادائیگی سرگرمی سے کریں گوشوارہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ناظر بیت المال)

نمبر شمار	نام جماعت	بجٹ سال ۱۹۵۳-۵۴ء			بقایا سابقہ قبل ۱۹۵۳-۵۴ء			وصولی چندہ جات مع بقایا سابقہ			بقایا جات		
		پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے
۱	دہلی۔ علاقہ یوپی	-	۸	۲۷۲۹	-	۱۳	۵۰۱	-	۸	۱۰۹۰	-	۱۴	۱۲۵۰
۲	بریلی	-	۵	۶۷۸	-	۱۴	۱۵۴۷	-	-	۲۳۱	-	۳	۱۹۹۵
۳	شاہجہانپور	-	۳	۸۱۸	-	۱۳	۲۲۲۱	-	۶	۷۴۹	-	۱۰	۲۲۹۰
۴	لکھنؤ	-	۷	۱۷۶۵	-	۹	۴۵۲۶	-	-	۸۰	-	-	۶۲۱۲
۵	بجے پور	-	-	۱۹۵۵	-	۱۰	۱۳	-	۸	۱۷۶۷	-	۲	۲۰۱
۶	اٹاوہ	-	-	۷۱	-	۱	۳	-	-	-	-	۱	۷۴
۷	جھانسی	-	۸	۷۵	-	۱۰	۱۸۱	۶	۶	۲۶	۶	۱۱	۲۳۰
۸	میرٹھ	-	۲	۳۱۴	-	۸	۳۷۷	-	-	۵	-	۱۰	۶۸۶
۹	کانپور	۶	۶	۱۰۳۳	-	۵	۷۵۴	-	-	۶۲۴	۶	۱۱	۱۱۶۳
۱۰	بنارس	-	۹	۷۱۷	۳	۲	۱۶۶۷	-	۱۴	۱۹۶	۳	۱۳	۲۰۱۷
۱۱	بجولپورہ	-	۴	۳۹۴	-	۸	۲۳۸	-	-	۱۶۵	-	۱۲	۴۶۷
۱۲	امروہہ	-	۱۱	۵۶۲	۶	۸	۱۴۶۶	-	۱۲	۹۸	۶	۷	۱۹۳۰
۱۳	سردار نگر	-	۶	۱۱۱	-	۱۲	۱۸۸	-	-	-	-	۲	۳۰۰
۱۴	نگو گنگہ	-	-	۱۰۹	-	-	۲۹	-	-	۳۸	-	-	۱۰۳
۱۵	انبیٹھہ	-	۴	۵۲۶	-	۱۱	۱۵۸۴	-	۲	۵۸	-	۹	۲۰۵۲
۱۶	سانڈھن	-	۴	۲۸۳	-	۴	۴۱۷	-	۳	۱۰۸	-	۵	۵۹۲
۱۷	دالٹومسکا	-	۸	۱۰۱۹	-	۳	۱۴۵۷	۳	۳	۴۷۴	۹	۷	۲۰۰۲
۱۸	تلی پور کلیڑہ	-	۱۲	۳۱۵	-	۱	۴۰۶	-	۱۳	۷۱	-	-	۷۴۷
۱۹	کشن گڑھ	-	۷	۲۵۱		۱۰	۱۵۸	-	۱	۱۰۷	-	-	۳۰۳
۲۰	صانع نگر	-	۱۲	۲۲۸	-	۱۳	۹۹	-	۶	۲۲۸	-	۳	۱۰۰
۲۱	بھدوہی	-	-	۱۵۴	-	۱۲	۴۳۹	-	-	۴	-	۱۲	۵۸۶

(باقی)

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور جماعت احمدیہ

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۸ ماہ تبوک (ستمبر) ۱۳۲۳ھش

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

نقرس کے درد کی وجہ سے میں اس قابل تو نہ تھا۔ کہ جمعہ میں شامل ہو سکوں اور خطبہ پڑھوں مگر چونکہ رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے۔ اور چند ہی روز کے بعد رمضان کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ جماعت کو ان ایام میں اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ دعا کا ہر انسان محتاج ہے چاہے وہ دعا کو مانے یا نہ مانے۔ مگر ہر انسان کی فطرت ضرور دعا کرتی ہے۔ علاج کیلئے وہ بھی تو ایک دعا ہی ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ قانون سے فائدہ اٹھانا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل نہیں۔ یا دعا پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ مصیبت کے وقت ان کے دل میں بھی یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش ان کا بیمار اچھا ہو جائے۔ یا ان کی مصیبت دور ہو جائے۔ ان کی پریشانی رفع ہو۔ ان کا دشمن ناکام رہے۔ یا جس غرض کے حاصل کرنے کے لئے وہ کوشاں ہیں۔ وہ حاصل ہو سکے۔ دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جو دیانتداری سے یہ کہہ سکے۔ کہ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ کسی دہریہ سے بھی پوچھ کر دیکھ لو۔ کہ جب اس کا کوئی رشتہ دار بیمار ہوتا ہے۔ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ کہ کاش وہ اچھا ہو جائے۔ چاہے وہ خدا کا بھی قائل نہ ہو۔ مگر اس کے دل میں یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش اس کا رشتہ دار اچھا ہو جائے۔ اور اگر کوئی خدا نہیں۔ تو اس کی فطرت یہ کاش کس سے کہتی ہے اور یہ خواہش کس سے کرتی ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اس کی فطرت ایسے وجود کی متمنی یا قائل ہے۔ جو اس کے مریض کو اچھا کرنے پر قادر ہے یا کم سے کم اس کے مریض کو اچھا کرنے پر قادر ہو۔ اسی طرح کسی دہریہ سے یا ایسے شخص سے جو کسی مقدمہ میں پھنسا ہوا ہو۔ پوچھا جائے۔ کہ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ کہ کاش وہ مقدمہ جیت جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ ضرور ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی خدا نہیں کوئی ایسی بالا طاقت نہیں۔ تو اس خواہش کے پیدا ہونے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ واقعات کے لحاظ سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ نکل کر رہے گا اور جب کوئی ہستی ان واقعات میں دخل دینے والی ہے ہی نہیں۔ تو اس خواہش کے پیدا ہونے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں اس کے معنے یہی ہیں کہ گو وہ شخص عقیدۃً خدا تعالےٰ کا قائل نہیں یا دعا کا قائل نہیں۔ مگر جب اس پر مصیبت آئی۔ تو اس کے دل نے یہ خواہش کی۔ کہ کاش کوئی ایسی ہستی ہوتی۔ جو میری اس تکلیف دہ حالت کو بدل سکتی۔ پس یہ تو ایک باریک رنگ میں ایمان ہر فطرت میں شامل ہے۔ اور ہر انسان خواہ وہ دعا کو مانے یا نہ مانے دعا کرتا ضرور ہے۔ مومن تو اس طرح دعا کرتا ہے۔ کہ اے خدا فلاں بیمار کو اچھا کر دے۔ اے خدا میرے قرضوں کو دور کر دے۔ میرے مقدمہ میں مجھے کامیاب کر۔ مجھے ذلتوں سے بچا لے۔ مگر دہریہ یا ایک ایسا انسان جو دعا کا قائل نہیں۔ وہ بیشک اس طرح تو دعا نہیں کرتا۔ مگر اس کا دل بھی یہ ضرور کہتا ہے کہ کاش ایسا ہو جائے۔ یہ بالواسطہ دعا ہے۔ جیسے بعض متکبر لوگ دوستوں سے یہ تو نہیں کہتے کہ میری فلاں ضرورت ہے۔ اسے پورا کر دیں۔ لیکن مجلس میں بیٹھے ہوئے اس رنگ میں بات کرتے ہیں۔ کہ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ کہ اگر اس بات کے اس طرح ہو جانے کا سامان پیدا ہو سکے۔ اور اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ دوسرے اس بات کو سنکر اس کی ضرورت کو پورا کر دیں۔ تو ہر انسان دعاؤں کا محتاج ہے۔ مگر وہ قوم جس کی حالت ایسی ہو جیسے بتیس دانتوں میں زبان کی۔ ساری دنیا جس کی مخالف ہو۔ حکام اور رعایا دونوں جسے شانے پر تلے ہوئے ہوں۔ پھر جس قوم کے مقاصد اتنے عالی ہوں۔ کہ ان کے پورا ہونے کا بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی ہو۔ ایسی قوم تو دعا کی بہت ہی محتاج ہے۔ اور آج دنیا میں ایسی قوم جماعت احمدیہ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس کے مقاصد اتنے بلند ہوں جتنے ہماری جماعت کے مقاصد بلند ہیں۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جس کے راستہ میں اتنی مشکلات ہوں جتنے ہمارے راستہ میں ہیں۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جو ایسی بے سروسامان ہو جیسی بے سروسامان جماعت احمدیہ ہے۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جسکے اتنے دشمن ہوں جتنے جماعت احمدیہ کے ہیں۔ پس ہمیں دعاؤں کی انتہا درجہ کی ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالےٰ دعاؤں کو سننے والا نہ ہو۔ تو سو فیصدی ناکامی اور نامرادی ہمارے مقدر میں ہے مگر ہم اس خدا کے ماننے والے ہیں۔ جو فرماتا ہے۔ کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔ جیسے کہ فرمایا:

ادعونی استجب لکم

تم مجھ سے مانگو۔ میں سنوں گا۔ وہ خدا رمضان کے مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں دعائیں سننے پر دوسرے وقتوں کی نسبت زیادہ آمادہ ہوتا ہے پس ہم جن کے لئے کامیابی کا کوئی راستہ نہیں۔ جن کے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں۔ اور جن کا کوئی ذریعہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا نہیں۔ اور جن کا کام اتنا بڑا ہے۔ کہ کسی بڑی سے بڑی حکومت اور طاقت کا کام بھی اتنا بڑا نہیں۔ ہمارے لئے تو یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بنایا ہوا وقت ہے۔ ہماری بے بسی اور کمزوری اور بے سروسامانی کو دیکھ کر آج وہ آسمان سے اترا ہے۔ تا ہم اس سے مانگیں اور وہ ہمیں دے۔ اور اگر ہم اپنے فرض کو سمجھتے ہیں۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرتے ہیں تو ہمیں اس رمضان کے دنوں میں یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اسلام اور فتوحات کے لئے اور جماعت کی اصلاح نفس کے لئے اور اسلام کی تعلیم پر ثابت قدم رہنے کے لئے خدا تعالےٰ کا ایسے رنگ میں دامن پکڑ لیں۔ کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے اس وقت تک نہ چھوٹے جب تک کہ خدا تعالےٰ تو یہ نہ کہہ دے۔ کہ اے میرے بندے میں نے تیری دعاؤں کو سنا۔ اور قبول کیا۔ زمانہ ہمارے لئے تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے مشکلات زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی ہیں۔ دشمن روز بروز طاقت ور ہوتا جا رہا ہے۔ اور آئندہ آنے والے مصائب کی نسبت بہت زیادہ نظر آتے ہیں۔ اور ہماری کمزوریاں روز بروز دشمنوں پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ اگر آج ہمارے لئے آسمان سے نصرت نازل نہ ہو۔ رحمت نازل نہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل اور بخشش نازل نہ ہو تو دنیا میں ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اگر ہم اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو آج جذب نہیں کر سکتے۔ اگر اس کی رحمتوں کو آج جذب نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے لئے زمین کی سطح کی نسبت قبروں کی لحدیں زیادہ اچھی ہیں۔ اور ہماری زندگیاں بے حقیقت اور بے فائدہ ہیں۔ بلکہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے عار اور اسلام کے لئے ننگ کا موجب ہے۔ پس آؤ ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ خدا تعالےٰ کے حضور اس طرح گڑ گڑا کر دعائیں کریں۔ کہ وہ رحیم و کریم ہستی ہماری بے بسی اور بے کسی پر رحم کرتے ہوئے ہمارے کسی عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے فضل سے۔ ہماری کسی کوشش کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے احسان سے اور محض اپنی بخشش سے ہمارے ہاتھوں سے اس مقصد کو پورا کر دے۔ جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اور جس کے لئے آج سے تیرہ سو سال قبل برگزیدہ ترین انسان اور نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس نے قرآن کریم نازل فرمایا تھا۔ کاش ہمیں یہ توفیق عطا ہو۔ کہ ہم اس سے دعائیں کریں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور ہماری مشکلات کو دور فرمائے۔ اور ہم اپنی موتوں سے پہلے اس کے جلال کو ظاہر ہوتا ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۴ء)

درخواستہائے دعا

(۱) عبد الکریم صاحب فیض آباد (یو پی) کی مشکلات کے دور ہونے اور ثابت قدم رہنے کیلئے دعا فرمائیں

(۲) مکرم سیٹھ عبد الحی صاحب امیر جماعت یادگیری اکثر بیمار رہتے ہیں اور محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری بھی بہت بیمار رہیں۔ خود مولوی صاحب موصوف ½ ماہ سے بلڈ پریشر سے بیمار رہیں۔ مولوی صاحب کے صاحبزادہ عزیز ادریس نے میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ ان سب کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

شذرات

زندہ زبان — عربی

دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ زبان کا زندہ رہنا یا مردہ ہونا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ ان کی زندگی اور موت میں بہت سے طبعی امور کارفرما ہوتے ہیں۔ جبراً نہ وہ زندہ رہ سکتی ہیں نہ موت سے ہمکنار ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جو زبان مردہ ہو چکی اس میں روح حیات پھونکنا ناممکنات سے ہے۔ یہود جیسی متمول اور با اثر قوم اپنی مردہ زبان کو زندہ نہیں کر سکی۔ سرزمین بھارت میں شوق سے ہندی سرکاری زبان ہو۔ لیکن یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ اسے ترقی دینے کے لئے زبان سنسکرت کے الفاظ زبردستی داخل کرتے جائیں۔ سنسکرت کے متعلق یہ کہنا کہ تین ہزار سال قبل روزمرہ کی زبان تھی۔ اسکے احیاء کے لئے ایسی ہی دلیل ہے جیسے ہم ایک مردہ کے متعلق کہیں کہ یہ فلاں وقت تک تو زندہ تھا۔ اس لئے اب ہمارا فرض ہے کہ اس میں زندگی کے آثار پیدا کریں۔ اسے زندہ کرنے کی کوشش کے باوجود ایسے لوگ اقرار کرتے ہیں۔ کہ باوجود ہر طرح کی مساعی کے وہ اب روزمرہ کی زبان نہیں بن سکتی۔ چنانچہ جالندھر میں اکھل بھارتیہ سنسکرت سمیلن کے اجلاس میں مسٹر این۔ دی گیڈگل صدر نے سنسکرت زبان کے متعلق تقریر میں کہا کہ:-

"آج جس زبان کو مردہ سمجھا جاتا ہے وہ آج سے تین ہزار سال پہلے روزمرہ کے کام میں استعمال ہوتی تھی۔۔ ۔۔۔۔ گذشتہ زمانہ میں غیر ممالک سے لوگ یہاں حصول تعلیم کے لئے آیا کرتے تھے۔ ٹیکسلا کے سنسکرت ودیالہ کو دنیا بھر میں ممتاز سمجھا جاتا تھا۔۔ ۔۔۔ یہ ضروری نہیں کہ سنسکرت بھاشا کی ترقی کے لئے اس کو روزمرہ کی زبان بنایا جائے۔"

(پرتاپ ۹/۵/۵۲)

سنسکرت کا جب یہ حال ہے تو اس زبان میں نازل شدہ مقدس کتب ظاہر ہے کہ وہ صرف گذرے ہوئے زمانہ میں کارآمد تھیں۔ البتہ زبان عربی جیسے آج سے قریباً پونے چودہ سو سال پیشتر جو بن پر تھی۔ اب بھی ہے پہلے تو صرف عرب کے ملک کی زبان تھی۔ لیکن اسلام کے عروج سے مصر۔ شام۔ اردن۔ لبنان کی روزمرہ کی زبان بن چکی ہے۔ بلکہ ایک اعلیٰ علمی زبان تسلیم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے ممالک کے کروڑوں لوگوں کی مذہبی زبان ہے۔ حامیان سنسکرت کے اپنے نظریات اسکے احیاء کے بارہ میں متضاد ہیں۔ "پرتاپ" میں مسٹر گیڈگل کا مذکورہ بالا بیان یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اسے روزمرہ کی زبان بنایا جائے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب پرتاپ لکھتے ہیں کہ ہماری پرانی تہذیب مورخین کے نزدیک سنسکرت تہذیب ہے۔ اور اگر ہم اسے پھر سے زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں پہلے سنسکرت کو زندہ کرنا ہوگا۔ (۱۴/۵/۵۲) بہرحال اس کے مردہ ہونے کے متعلق دونوں متفق ہیں۔

ایڈیٹر صاحب کے نزدیک یہ امر بھی ممکن ہے کہ جرمنی کی موجودہ سائنسی ترقی اسی سنسکرتی لٹریچر کے باعث ہو۔ ورنہ جرمنی میں سنسکرت پڑھنے کی کوشش کیوں کی جاتی؟ اور اداره بدر استفسار کرتا ہے کہ سائنس کے رازوں کے ایسے "انمول موتی" کیا حرف اسی سنسکرتی لٹریچر میں ہیں جو جرمن میں جا چکی ہیں۔ اور کیا ہندوستان میں موجودہ کتب ان سے خالی ہیں۔ کہ اپنی حکومت ان کا کھوج نہیں پا سکی؟" البتہ جرمن میں تو عربی کا بھی خاص طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ مغربی ممالک میں سے سب سے زیادہ توجہ عربی کی طرف جرمنی نے ہی دی ہے۔ بلکہ یورپ کے ممالک دنیا کی دیگر زبانوں کے متعلق ریسرچ کرتے رہتے ہیں یہ صرف سنسکرت کا ہی خصوصیت نہیں۔ ابھی روس نے اردو کی ڈکشنری شائع کی ہے۔ اور انگلستان میں اردو کی تعلیم کا انتظام موجود ہے یہ کہنا "دراصل انگریزی کے بعد آج دنیا میں کوئی اور زبان اس قدر مقبول نہیں جس قدر کہ سنسکرت" اور بھی حقیقت ہے چنانچہ قریب میں اقوام متحدہ کی تعلیمی سائنسی اور ثقافتی ادارے "یونسکو" کے ماہانہ رسالہ مذکور میں اسنے لکھا تھا کہ دنیا میں تین ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں سب سے زیادہ چینی اور پھر انگریزی اور تیسرے نمبر پر اردو بولی جاتی ہے۔ یہ غیر جانبدارانہ رائے ہے۔

"کس مسخرے نے کہدیا؟"

مولانا شاہد فاخری ایم۔ ایل۔ اے نے مدرسہ تجوید القرآن لکھنؤ کے جلسۂ تقسیم اسناد میں کہا کہ مذہبی تعلیم کی جمہوری حکومت ذمہ دار نہیں اس لئے مسلمان بچوں کے متعلق شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ نمستے۔ گنگامائی۔ رام کرشن۔ ہندوستان کے کارنامے تو بتا سکیں گے لیکن اسلامی باتوں سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس پر جالندھر کے "پرتاپ" نے لکھا ہے کہ

"نہ جانے کس مسخرے نے مولانا سے کہدیا ہے کہ کانگرس کو رام اور کرشن سے شرد ھا ہے کیا مولانا نے کبھی کسی کانگرسی کے منہ سے رام اور کرشن کا نام سنا ہے۔ وہ غریب تو مسلمان کی غلط فہمی سے بچنے کے لئے اپنی پوتر ہستیوں کا نام تک زبان پر نہیں لاتے۔"

معزز معاصر کو اگر یہ یاد نہیں رہا کہ نہر کاری کے موقعہ پر صدر جمہوریہ نے درخت لگانے سے قبل پنڈت کے سامنے بیٹھ کر منتر سنے اور اگر یہ بھی یاد نہیں رہا کہ صدر جمہوریہ نے سومناتھ کی تعمیر کا افتتاح کیا۔ تب بھی اسے کسی مسخرہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ان ملحقہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں اس امر پر گلہ کا اظہار کیا ہے کہ کیوں حکومت دہلی نے دہلی میونسپلٹی کو رام لیلا۔ دسہرہ ہولی۔ جمنا اشنان پر روپیہ خرچ کرنے سے منع کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں ۷ رمئی کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں یہ خبر دی ہے کہ بھارت کے وزیر بحالیات مسٹر اجیت پرشاد جین نے ماڈل ٹاؤن جالندھر میں گیتا بھون کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر ابھی ۷ رمئی کو یو۔ پی کے وزیر داخلہ مسٹر سمپورنا نند نے الہ آباد میں بھگوان ہند کا افتتاح کیا۔

ہماری گزارش ہے کہ تمام اقوام نے سرزمین بھارت میں رہنا ہے۔ عوام کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ جن میں حریت تقریر و تحریر اور آزادی مذہب بھی ہے۔ اگر مسلمان آزادی مذہب کا جائز استعمال کر کے اپنے بچوں کو عہد طفولیت سے اسلام جیسے صلح پسند اور امن جو مذہب کی گھٹی دینا چاہتے ہیں۔ تو اس میں کون سی برائی ہے؟ عین کرم فرمائی ہوگی اگر آپ رائے سخن ان کی طرف کریں۔ جو ہند کے آئین میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کئے جانے کے باوجود مسلمانوں کی اس کی ترقی کے لئے جد و جہد کو غداری وطن اور تعصب سے موسوم کرتے ہیں۔

تعصب کا مرض

تعصب بہت موذی مرض ہے۔ گو ہم اسے لاعلاج قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ اسلام کے ذریعہ ہم نے اس کے مریضوں کو جو آخری درجہ پر پہنچ چکے تھے بکلی شفایاب ہوتے دیکھا۔ بلکہ دوسروں کو شفایاب کرتے دیکھا۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ پنڈت نہرو نے اسے ترک کرنے کی طرف بار بار توجہ بلاوجہ نہیں دلائی تو میں بجا ہوگا۔ چنانچہ بالآخر آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اس مرض کی تباہ کن کارروائیوں کا تکیہ کر اس بارہ میں خاص طور پر ہدایت کی ہے۔ کہ اقلیتوں کا اعتماد حاصل کیا جائے۔ اور ان کو رفاہ عام وغیرہ کے کاموں میں شامل کیا جائے۔ لیکن ایک طبقہ مسلمانوں کو ذلیل کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی اس ہدایت پر جز بز ہو کر "پرتاپ" نے لکھا ہے:-

"انگریز کے عہد میں مسلمان سودا کرنے کا عادی ہو چکا ہے کسی جماعت کا ساتھ دیتا ہے تو عام طور پر اس لئے نہیں کہ اسے اسکے وچاروں سے اتفاق ہے۔ بلکہ اسلئے کہ اس کے ساتھ رہنے میں اسے دنیاوی مفاد ہے دوسرے الفاظ میں وہ ہر وقت بکنے کو تیار ہے اس لئے اسکی پوری قیمت ملنی چاہیئے۔"

پھر لکھا ہے:-

"مسلم پرچوں نے اس سرکلر سے یہ سمجھا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اس سرکلر کو انہوں نے اپنی فتح سے تعبیر کیا۔ اور لگے بھانت بھانت کی بولیاں بولنے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے کانگرس کی کمزوری بھانپ لی ہے اور اب وہ اپنے تعاون کی پوری قیمت وصول کر کے رہیں گے۔"

(۱۰/۵/۵۲)

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سرکلر والی باتیں مسلمان کہتے ہیں۔ تو اخبار مذکور اسے ہٹ دھرمی اور مفتوح کو فاتح کا حکم قرار دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ممبر پارلیمنٹ مسٹر دیش پانڈے جنرل سیکرٹری ہندو مہا سبھا حیدرآباد میں فرماتے ہیں:-

"کانگرس مسلمانوں کو نہیں بچا سکتی۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عام ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کریں۔ اور ہندوستان سے وفاداری کا عہد کریں۔ ہندو مہا سبھا کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت کرے۔ لیکن وہ یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ جب تک ہندوستان اور پاکستان میں دشمنی رہے تو بھارت کے مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے نہ دیئے جائیں۔"

(سیاست حیدرآباد ۲۷/۴/۵۲)

گویا ملک ہندو مہا سبھا کا ہے اور مسلمان ان کے برابر حقوق نہیں رکھتے بلکہ ماضی کے شودروں کی طرح صرف انکے رحم و کرم پر ہیں۔ جس امر کو کانگرس کی کمزوری قرار دیا گیا ہے وہ اسکی قابل تعریف رواداری ہے بلکہ بھارت کے آئین کا اعلیٰ وصف ہے۔ کیا آپ تمام بھارت واسیوں کے مساوی حقوق کے آئین پر یقین نہیں رکھتے؟

جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطاب

اپنی تمام استعدادوں کو اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں لگا کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو

تکلیفیں اور ابتلاء عارضی چیزیں ہیں جو الٰہی جماعت کیلئے لازمی اور ضروری ہوتی ہیں

کارروائی مجلس مشاورت ۱۸ اپریل ۵۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

آج نو بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باوجود ملالت طبع کے مجلس مشاورت میں رونق افروز ہوئے اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے نمائندگان سے خطاب فرمایا۔ اور مختلف امور کے متعلق احباب کی رہنمائی فرماتے ہوئے انہیں اپنی زریں نصائح سے نوازا۔

آج کی کارروائی بھی حسب معمول تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی۔ جو انڈونیشین نوجوان صالح الشیبی صاحب نے کی۔ حضور کے ارشادات کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پرسوں تھوڑی دیر کے لئے یہاں آنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے میری صحت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ اسی لئے میں کل شوریٰ کے اجلاس میں نہیں آیا۔ لیکن آج باوجود تکلیف کے میں اس خیال سے یہاں آ گیا ہوں۔ کہ دوست باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور نہ معلوم پھر انہیں ملاقات کا موقع ملے یا نہ ملے اس وقت میں تھوڑی دیر کے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ اور پھر جب شوریٰ کی کارروائی ختم ہو جائے گی۔ تو دعا میں شمولیت کے لئے میں پھر آنے کی کوشش کروں گا۔

صحت بحال ہونے کی رفتار

حضور نے اپنی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

معلوم ہوتا ہے۔ میری طبیعت کی خرابی کے متعلق دوستوں کو ایک قسم کی غلط فہمی ہے۔ بظاہر زخم مندمل ہو گیا ہے۔ اور جو لوگ علم طب سے واقف نہیں وہ اس کے معنے صحت سمجھتے ہیں۔ لیکن تھوڑے سے تدبر سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ محض زخم کا مندمل ہو جانا صحت کی علامت نہیں ہوتی۔ ایک شخص جس کی عمر شمسی لحاظ سے ۶۵ سال ہو چکی ہو۔ اور قمری حساب سے اس سے بھی زیادہ ہو۔ اس کے جسم سے قریباً سارے خون کا نکل جانا اپنی ذات میں زخم سے زیادہ خطرناک امر ہے۔ پھر آگے بیماری کے لئے جن پرہیزوں کی ضرورت ہے۔ وہ بھی صحت کی بحالی میں روک ہیں مثلاً خون پیدا کرنے کے لئے میٹھے کا استعمال بہت مفید ہے۔ لیکن پیشاب میں شکر آنے کی وجہ سے میں اب میٹھا نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ یہ شکر کے لئے بہت مضر ہے اسی طرح طاقت کی بحالی کے لئے گوشت مفید ہوتا ہے۔ لیکن نقرس کی وجہ سے میں وہ بھی استعمال نہیں کر سکتا پھر روٹی کھانے سے بھی مجھے روکا گیا ہے۔ باقی جو چیزیں مثلاً ترکاری وغیرہ رہ جاتی ہیں۔ وہ نہ طاقت کی بحالی کے لئے زیادہ مفید ہیں اور نہ انہیں زیادہ عرصہ تک رغبت سے کھایا ہی جا سکتا ہے۔ گویا طاقت پیدا کرنے کے لئے جن چیزوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ انہیں دیگر بیماریوں کی وجہ سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں خود ظاہر ہے کہ طاقت بحال ہونے کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے میں زخم کے ٹانکے تو دس دن میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اور زخم کا جو حصہ نقل لگانے کے لئے چھوڑا جائے۔ وہ ۲۲ دن میں مندمل ہو جاتا ہے۔ لیکن زخم کے اندرونی حصہ کے اچھا ہونے میں کافی دیر لگتی ہے اور اس کے لئے ڈاکٹری اندازہ تین ساڑھے تین مہینوں کا ہے۔

پس دوستوں کو یہ امید نہ رکھنی چاہیئے کہ زخم کے مندمل ہوتے ہی میں خلافت کے تمام بوجھ اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔

اپنے فرائض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد کی توقع کرو

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض اور اہم امور کی طرف احباب کو توجہ دلاتے ہوئے انہیں نصیحت فرمائی کہ وہ ہوشیار اور چوکس رہتے ہوئے اپنے فرائض کو ادا کریں حضور نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے کام خدا تعالیٰ نے ہی کرنے ہیں۔ لیکن آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو تو کہے کہ تو آرام سے بیٹھ جا۔ اور خود اس کے تمام کام کر دے۔ حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام انبیاء کی زندگیاں ہمیں یہی سبق دیتی ہیں۔ کہ پہلے اپنی تمام استعدادوں کو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں لگا دو۔ اور پھر جو کسر باقی رہ جائے اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت چلی آئی ہے۔ کہ پہلے وہ بندوں سے امید رکھتا ہے۔ کہ وہ پوری محنت اور ہمت سے کام کر کے تمام رخنوں کو بند کریں اور پھر جو کسر رہ جاتی ہے۔ اسے پورا کرنے کا وہ آپ ذمہ لیتا ہے۔ اگر تم خود اپنی سستی اور کوتاہی سے رخنہ پیدا کرو۔ تو اس کے ذمہ دار تم خود ہی ہو۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ۔

اسلام ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے

حضور نے فرمایا۔ اسلام محض چند مسائل کو یاد کر لینے یا نماز پڑھ لینے یا روزہ رکھنے کا نام نہیں۔ اسلام نام ذہنیت کو کلی طور پر بدل دینے کا۔ محض اعمال سے کامیابی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اس کے پیچھے جو ذہنیت کارفرما ہے۔ اس کی اصلاح نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں ابھی ذہنیت کی یہ تبدیلی جماعت میں پوری طرح پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں اخلاص ہے قربانی کا مادہ ہے لیکن یہ احساس نہیں۔ کہ یہ قربانی کس رنگ میں اور کس شکل میں کرنی چاہیئے۔ اور یہ احساس ذہنیت کی تبدیلی اور دل کی اصلاح ہی سے پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اپنی ذہنیت کو تبدیل کرو۔ اور اپنے دلوں کی اصلاح کرو اور اپنے آپ کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ جب تم خدا تعالیٰ کی گود میں ہو گے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ باقی رہیں تکلیفیں اور ابتلاء۔ سو یہ عارضی چیزیں ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کے لئے یہ لازمی اور ضروری ہوتی ہیں انہیں کبھی بھی اپنے لئے سزا نہ سمجھو۔ بلکہ انعام سمجھو۔ یہ تکلیفیں جماعت کے لئے اعزاز کا موجب ہونگی نہ کہ نقصان کا۔

آخر میں حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ آئندہ مجلس شوریٰ تین دن کی بجائے چار دن ہوا کرے گی اور جمعرات کو شروع ہو کر اتوار کو ختم ہو جایا کرے گی

سب کمیٹی نظارت علیا کی رپورٹ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لے جانے کے بعد شوریٰ کی کارروائی جاری رہی اور مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم نے سب کمیٹی نظارت علیا و دعوت و تبلیغ کی رپورٹ پیش فرمائی۔ جس کے بعد سب کمیٹی کی سفارشات پر اظہار خیال کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ بابو شمس الدین صاحب بٹ در مکرم اختر صاحب نمائندہ لجنہ اماء اللہ اور خادم صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ اور مندرجہ ذیل تجاویز متفقہ طور پر یا کثرت رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) صوبائی امراء کا انتخاب صرف امرائے ضلع میں سے ہوا کرے گا۔ اور اس انتخاب میں صرف امرائے ضلع ہی شامل ہوا کریں گے۔

(۲) سنہ ۱۹۰۱ء کے قبل کے صحابہ تو شامل ہوں گے ہی گو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ۱۵ کو مشاورت میں نمائندگی دینے کے متعلق یہ قرار پایا۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کے تمام صحابہ کی فہرست تاریخ بیعت کے لحاظ سے بنائی جائے۔ اور ان میں سے پہلے پندرہ پہلے سال اور آئندہ ہر سال میں اسی طرح اگلے پندرہ صحابہ لئے جائیں۔ اور یہ طریق کار اسی طرح جاری رہے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ کی فہرست ختم ہو جائے۔ اور پھر اس فہرست کو اسی طرح از سر نو شروع کر کے ختم کیا جائے۔ سیکرٹری مجلس مشاورت کا فرض ہوگا۔ کہ وہ صحابہ کرام کی فہرست مکمل رکھے۔

(باقی) (خورشید احمد)

ہائی سکول قادیان کا نتیجہ

قادیان۔ ۱۵ رمئی۔ حسب سابق اس سال بھی کلاں والا خالصہ ہائی سکول قادیان کا نتیجہ نہایت شاندار یعنی ۸۳ فی صدی رہا ہے۔ ۱۲ طلباء نے فسٹ ڈویژن حاصل کیا ہے اور ۱۱ نے سیکنڈ ڈویژن۔ صرف چھ طلباء تھرڈ ڈویژن میں آئے ہیں۔

یہ سکول اپنی قسم کا سارے پنجاب میں واحد سکول ہے۔ جس میں سکھ۔ مسلمان۔ ہندو۔ ہریجن۔ عیسائی طالب و طالبات اکٹھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ سکول مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی بجائے چل رہا ہے۔ اور اس کی کامیابی کا سہرا سردار سنتوکھ سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر کی قابلیت تنظیم۔ رواداری و اُن کے قابل و محنتی سٹاف کی شبانہ محنت کے سر ہے۔

گوردیال سنگھ گیانی صدیدار

(سیکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن)

حکومت کے سینے پر پستول رکھ کر کوئی مطالبہ منوانا نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ حب الوطنی کے بھی منافی ہے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جماعتوں اور فریقوں کے طرزِ عمل کا جائزہ اور ذمہ داری کا تعین!

(گذشتہ سے پیوستہ)

جماعتِ اسلامی

جماعت اسلامی کی ذمہ داری کے سوال پر بحث کرنے سے پہلے اس تنظیم کے اغراض و مقاصد اور اس کی کارگزاریوں کے دائرہ کا اجمالی بیان ضروری ہے۔ جماعتِ اسلامی قیام پاکستان سے پہلے بھی موجود تھی۔ اس وقت اس کا صدر مقام پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور میں تھا۔ اس کے بانی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ہیں تقسیم کے زمانے میں مولانا پاکستان چلے آئے۔ اور ۱۹۵۲ء میں جماعتِ اسلامی پاکستان کا نیا آئین بنایا۔ جماعت اسلامی (ہندوستان) ابھی تک اس ملک میں قائم ہے۔ اور اس کا اپنا آئین ہے۔

جماعت اسلامی کا نصب العین بالکل سادہ ہے۔ وہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنا چاہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس سے یہ مراد ہے کہ یہ جماعت مذہب و سیاست کے اجتماع سے وہ نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔ جسے وہ اسلام سے تعبیر کرتی ہے۔ اس نصب العین کی تکمیل کے لئے یہ نہ صرف پروپیگنڈا کا طریق اختیار کرنا چاہتی ہے بلکہ کہیں آئینی ذرائع سے اور جہاں ہو سکے طاقت کے ذریعہ سے سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جو حکومت جماعت اسلامی کے تصورات پر مبنی نہ ہو۔ مثلاً ایسی حکومت جو "قوم" کے تصور پر قائم ہو۔ مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول "شیطانی حکومت" اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے نزدیک "کفر" ہے۔ ایسی حکومت میں حصہ لینے والے تمام افراد خواہ وہ نظم و نسق چلائیں خواہ رضاکارانہ طور پر ایسے نظام کی اطاعت کریں، گنہگار ہیں جماعت اسی وجہ سے اپنے اعتراف کے مطابق پاکستان کے تصور کے خلاف تھی۔ اور پاکستان کے (جسے وہ "ناپاکستان" کہتی ہے) قائم ہونے کے بعد سے وہ حکومت کے موجودہ نظام اور اسے چلانے والوں کے خلاف ہے۔

ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی مطالبہ پاکستان کی ذرا سی حمایت میں کوئی دور دراز کا بھی اشارہ یا حوالہ نظر نہیں آتا۔ ان تحریروں میں جو مختلف ممکن معروضات مذکور ہیں۔ وہ سبھی اس صورت کے مخالف ہیں۔ جس میں پاکستان وجود میں آیا۔ اور اس وقت قائم ہے۔ جماعت اسلامی کے بانی نے ایک فوجی عدالت میں جو بیان دیا ہے اس کے مطابق جماعت کا نصب العین اور عزم یہ ہے کہ مسلح بغاوت کے سوا ہر طریق پر موجودہ نظام حکومت کو ایسی حکومت سے بدل دے۔ جو جماعت کے تصورات سے مطابقت رکھتی ہو۔ جماعت اسلامی کا سربراہ "امیر" کہلاتا ہے۔ اس جماعت کی رکنیت اگرچہ محدود ہے (جو فی الحال صرف ۹۹۹ افراد پر مشتمل ہے) تاہم اس کی نشر و اشاعت اور پروپیگنڈا کی مشینری بہت وسیع ہے۔

سیاسی اور معاشرتی پہلو

ہم کہہ چکے ہیں کہ تینوں مطالبات مبین طور پر مذہب پر مبنی تھے۔ اس سے نہ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے انکار کیا ہے نہ جماعت اسلامی نے دونوں نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور انہیں کلیدی آسامیوں سے برطرف کرنے کے حق میں متعدد دلائل پر زور دیا ہے۔ جن کے بین السطور میں یہ اعتراف نظر آتا ہے کہ مطالبات کا سیاسی اور معاشرتی پہلو بھی تھا۔ اگر یہ نظریہ درست ہو اور مطالبات کے مذہبی پہلو کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو جماعت کے متعلق یہ معلوم ہونے کی صورت میں کہ اس پر بھی راست اقدام کی ذمہ داری آتی ہے۔ اس کا موقف یہ ہوگا کہ جب کوئی ایسا عوامی مطالبہ درپیش ہو۔ جس پر حکومت غور نہ کرے یا اسے منظور نہ کرے۔ تو تمام آئینی وسائل کو ترک کر کے حکومت کو شہری بغاوت کا الٹی میٹم دیا جا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس موقف کو کوئی ایسی حکومت برداشت نہیں کر سکتی جو سمجھتی ہے کہ وہ محض طاقت سے نہیں بلکہ لوگوں کی رضامندی سے برسر اقتدار ہے۔ جب کبھی وہ ایسی صورت حال سے دوچار ہو تو اس کا دماغ زمین سے کہ الٹی میٹم کو مسترد کر دے۔ اور اس چیلنج سے نپٹنے کے لئے اس پوری طاقت سے کام لے۔ جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ جماعتِ اسلامی نے مطالبات کے حق میں جو دلائل دیئے ہیں۔ وہ اگر سیاسی اور معاشرتی امور پر مشتمل تھے۔ تو اس کے سامنے صرف یہ رستہ تھا کہ آئینی تحریک چلا کر دستور ساز اسمبلی کو اپنا ہم خیال بنانے کی سعی کرتی یا انتظار کرتی کہ آئندہ انتخابات اسی بنا پر لڑتی اس وقت ہمارے تمام معاملات ایک عبوری حالت میں ہیں۔ اور حکومت کے سینے پر پستول رکھ کر اسے یہ کہنا کہ وہ کوئی خاص مطالبہ مان لے یا کوئی مخصوص طریق کار اختیار کرے۔ ایسا فعل ہے جو نہ صرف غیر آئینی نہیں بلکہ حب الوطنی کا تقاضا بھی نہیں۔ یہ طریق کار صرف ایسی جماعت اختیار کر سکتی ہے۔ جو حکومت کی مشکلات میں اضافہ کی خواہاں ہو۔ اگر مطالبات کو اس انداز سے پیش نہیں کیا گیا کہ وہ مذہبی تقاضوں پر مبنی ہیں۔ تو ان سے نپٹنے میں سخت مشکل پیش نہ آتی کیونکہ اس صورت میں مطالبات پیش کرنے والی جماعت سے حکومت یہ کہتی کہ وہ اپنا نقطہ نگاہ مطالبات کے حسن و قبح کی بنا پر ثابت کرے تاکہ ملک کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں کے خلاف مناسب کارروائی کی جا سکے۔

مذہبی نوعیت

لیکن ان مطالبات میں سے ایک یہ تھا کہ احمدیوں کو تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے یہ مطالبہ صرف مذہبی نوعیت کا ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جماعت اسلامی کی تعریف کے مطابق کلیدی آسامی اسی کو کہتے ہیں۔ جس میں پالیسی کی تشکیل کا اختیار ہو۔ اور ایسی اسامی پر چودھری ظفر اللہ خاں کے سوا کوئی احمدی فائز نہیں ہے اسی طرح اگر چودھری ظفر اللہ خاں کی برطرفی کا مطالبہ اس بنا پر کیا جاتا۔ کہ ان کی سرگرمیاں ملکی مفاد کے منافی ہیں۔ تو حکومت ان کے احمدی ہونے سے قطع نظر ایسے ٹھوس ثبوت کا مطالبہ کرتی کہ وہ ایسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں جو وزیر اعظم کے علم میں نہیں اور جن سے ملک کو اس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں کو برطرف کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے فسادات کے سلسلے میں جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ آیا دوسری جماعتوں کی طرح اس نے بھی راست اقدام کو ایسی صورت میں پسند کیا ہے یا نہیں۔ جب بعض محض مذہبی عقائد سے پیدا ہونے والے مطالبات کو حکومت تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔

ذمہ داری کا سوال

جماعت اسلامی فسادات کی ذمہ داری سے لاتعلقی کا اظہار اس بنا پر کرتی ہے کہ اس نے کبھی راست اقدام کی حمایت یا اس پروگرام کی تائید نہیں کی۔ جو اس اقدام کے تحت مرتب کیا گیا۔ جماعت اسلامی کے اس موقف کی مجلس عمل، احرار اور احمدیوں کی طرف سے نفی ہوتی ہے۔ اسلئے یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ فسادات کی کوئی ذمہ داری جماعت پر بھی آتی ہے یا نہیں؛ ایک طرف مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی اور دوسری طرف مجلس عمل اور احرار کے بیانوں میں اس نکتہ پر اختلاف کا ذکر اس رپورٹ کے ایک پہلے حصے میں تفصیل سے آ چکا ہے۔ جماعت اسلامی یا مولانا مودودی کو اس سے انکار نہیں کہ راست اقدام کے متعلق قرارداد ۱۸ جنوری کو کراچی کی اسی کنونشن میں منظور ہوئی جس میں مولانا بذات خود شریک ہوئے اس اجلاس میں پندرہ ارکان پر مشتمل مجلس عمل کی تشکیل کا فیصلہ ہوا ان میں سے آٹھ ارکان کو وہاں متفقہ طور پر نامزد کیا گیا

اختلاف کا آغاز

اس مرحلہ تک جماعت کا مجلس عمل اور احرار سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اختلاف اس وقت شروع ہوا۔ جب کنونشن کے چنے ہوئے آٹھ ارکان مجلس عمل کا اجلاس اسی روز رات کو ہوا۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کا کہنا ہے۔ کہ مولانا کو جو اس وقت کراچی میں موجود تھے۔ اس اجلاس کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور وہ خود یا ان کی جماعت کا کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں ہوا۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو آٹھ ارکان چنے گئے تھے۔ وہ تمام بھی اس اجلاس میں شامل نہیں ہوئے۔ نہ انہیں مزید سات ارکان کی نامزدگی کی کوئی اطلاع دی گئی اور نہ یہ سات نئے ارکان رات کے اس اجلاس میں شامل ہوئے جس میں خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ ہوا ان حالات میں خواجہ صاحب کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ مجلس عمل کا آئینی فیصلہ نہیں تھا۔ لہٰذا جماعت اسلامی یا مولانا ابو الاعلیٰ مودودی پر ان واقعات کی ذمہ داری نہیں۔ جو الٹی میٹم کے بعد رونما ہوئے۔ اگرچہ شہادت سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور خود مجلس عمل اور احرار نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ کنونشن میں ۱۸ جنوری کو مجلس عمل کے جو ارکان چنے گئے مجلس کے رات کے اجلاس میں وہ سب شامل نہیں ہوئے اور خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ بعد میں اضافہ ہونے والے سات ارکان کو اطلاع یا ان کی شرکت کے بغیر کیا گیا۔ تاہم مجلس عمل کے نمائندے اور احرار کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کا نمائندہ اس اجلاس میں موجود تھا۔ اور الٹی میٹم دینے کے فیصلے پر چونکہ اس نے بھی صاد کیا اسلئے یہ جماعت کی طرف سے منظوری کے مترادف تھا مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ان آٹھ ارکان میں سے ہیں جو کنونشن میں چنے گئے۔ اور احرار کا ایک

گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہوں پر پکٹنگ کے فیصلے کو مولانا سلطان احمد کی منظوری حاصل تھی

گواہ سید مظفر علی شمسی کے بیان کے مطابق سات افراد کے متعلق قرار داد انہیں حافظ کفایت حسین ماسٹر تاج الدین انصاری۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے خود لکھوائی شمسی صاحب نے مزید کہا ہے کہ کنونشن میں اس امر کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ مجلس عمل کے آٹھ ممبر ارکان کا اجلاس آٹھ بجے رات تحریک ختم نبوت کے دفتر میں ہوگا۔ ان کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ اسی روز ایک ضیافت میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے مجلس عمل کے رات کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار یہ کہہ کر کیا تھا کہ وہ کسی اہم کام میں مصروف ہیں۔ اس لئے انہوں نے مولانا سلطان احمد امیر جماعت اسلامی کراچی نے سندھ سے کہہ دیا ہے۔ اور جماعت کی جانب سے اس اجلاس میں شریک ہوں گے۔ جب اس رات آٹھ بجے تحریک ختم نبوت کے دفتر میں اجلاس ہؤا۔ تو مولانا سلطان احمد مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی جانب سے شریک ہوئے۔ اور اس بحث میں حصہ لیتے رہے۔ جس میں الٹی میٹم تیار کر کے خواجہ ناظم الدین کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہؤا تھا۔ اس کے علاوہ مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد کا بیان ہے۔ کہ اسی رات مجلس عمل کے ارکان کا اجلاس ہؤا۔ تو مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے یہ پیغام بھیجا۔ کہ چونکہ وہ خود کسی اور کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے امیر جماعت اسلامی کراچی مولانا سلطان احمد کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہوں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ جب مزید ارکان کا اضافہ ہؤا۔ اور دو افراد چنے گئے۔ جنہیں الٹی میٹم وزیر اعظم تک پہونچانا تھا۔ تو جماعت اسلامی کراچی کے یہ امیر اجلاس میں موجود تھے۔ مولانا ابو الحسنات نے مزید کہا ہے کہ جماعت اسلامی کے اس نمائندے نے مجلس عمل کے اس اجلاس یا اس کے فیصلے کی آئینی حیثیت پر کوئی احتجاج نہ کیا۔ مولانا سلطان احمد کو شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اس امر سے انکار کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان کو مجلس عمل کے اجلاس میں بھیجا۔ مولانا مودودی نے اس الزام کی بھی تردید کی ہے۔ کہ کسی ضیافت پر انہوں نے آٹھ ارکان کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار کیا ہو۔ یا اپنی جانب سے مولانا سلطان احمد کے شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ ان حالات میں ایک طرف مولانا مودودی اور دوسری طرف مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد اور سید مظفر علی شمسی کی شہادتوں میں جو تضاد ہے اس کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا یقیناً ناگوار اور کسی حد تک دشوار ہے۔ کہ کس بیان کو صحیح سمجھا جائے۔ اور چونکہ جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا انحصار محض اس پر نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس بارے میں فیصلہ دینے سے احتراز کرتے ہیں۔

دوسرا اختلاف

ایک طرف جماعت اسلامی اور دوسری طرف احرار اور مجلس عمل میں دوسرا اختلاف اس طرز عمل کے بارے میں ہے۔ جو مولانا سلطان احمد نے کراچی میں تحریک ختم نبوت کے دفتر میں ۲۶ر فروری کو مجلس عمل کے اجلاس میں اختیار کیا۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کا بیان ہے کہ ہر چند انہیں اس اجلاس کی اطلاع موصول ہو چکی تھی۔ تاہم وہ خود علیل تھے۔ اور انہوں نے مولانا سلطان احمد کو ٹیلی فون پر بعض ہدایات دی تھیں۔ اس کے بعد ۲۲ر فروری ۱۹۵۳ء کو انہیں مفصل خط بھی لکھا تھا۔ ٹیلی فون پر اس پیغام اور اس خط کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ اجلاس میں جماعت اسلامی کے اس نظریہ پر زور دیا جائے کہ راست اقدام یا کوئی اور غیر آئینی ذریعہ اختیار نہ کیا جائے۔ اگر یہ تجویز منظور نہ ہو۔ تو مولانا سلطان احمد اعلان کر دیں۔ کہ جماعت اسلامی مجلس عمل کی رکنیت سے مستعفی ہوتی ہے۔ چونکہ مولانا سلطان احمد کو شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ خط انہیں ملا یا نہیں۔ اور انہوں نے مجلس عمل کے اجلاس میں کن خیالات کا اظہار کیا؟ مولانا سلطان احمد کے نام خط میں مولانا مودودی نے لکھا۔ کہ انہیں کنونشن کے ۱۸ر جنوری کے اجلاس کے بعد مجلس عمل کے کسی اجلاس کا علم نہیں اور وہ ان عوامی مظاہروں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو لاہور میں اس غرض سے کئے جا رہے ہیں۔ کہ علماء کے دنوں میں ہم ۲ فروری سے ایک جنگ عظیم کے آغاز کی توقع ڈال جائے مولانا مودودی نے اس خط میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ توقع بندھانے کے بعد جنگ شروع نہ کی گئی۔ تو نتیجہ عوامی مقصد کی شکست دناکامی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ انہوں نے لکھا تھا۔ کہ جماعت اسلامی اس واضح مفاہمت پر اس مجلس عمل میں شریک ہوئی ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہر جماعت خود اپنا طریق کار مرتب کرے گی۔ اور مجلس عمل کے حکم کے تحت یا اس کے پروگرام کے مطابق اس طرح عمل نہیں کرے گی۔ کہ اس کی جداگانہ ہستی ختم ہو جائے۔ مولانا مودودی نے مزید لکھا تھا مجلس عمل کی یہ غلطی ہے کہ وہ صرف خواجہ ناظم الدین کے خلاف مظاہرہ کر رہی ہے۔ کیونکہ اس طرح یہ تحریک بنگالی کی ہمدردیاں کھو بیٹھے گی۔ چوہدری ظفر اللہ خاں کی برطرفی کے مطالبہ پر زور غلط دیا جا رہا ہے۔ وسیع پیمانے پر کوئی تحریک چلانے کے لئے فضا سازگار نہیں ہے۔ سکا اصل ترین مسئلہ

کہ جلسے کو ابھی تک ان مطالبات کے جواز کا قائل نہیں کیا جا سکا۔ دوسرے پنجاب اور بہاولپور کے سوا پاکستان کی دوسری علاقوں کو اس تحریک سے ابھی تک سو دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ مجلس عمل نے اپنے لئے جو راہ منتخب کی ہے۔ اگر اس پر اصرار رہا۔ تو نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ مولانا مودودی نے لکھا تھا۔ کہ مولانا سلطان احمد کو مجلس عمل کے ارکان کے سامنے ان نکات پر زور دینا چاہیئے۔ اور اگر مجلس اس نظریئے کو ناپسند کرے۔ تو وہ اس سے جماعت اسلامی کی بے تعلقی کا اعلان کر دیں۔

مخالف شہادت

اس خط میں مولانا سلطان احمد کو جو ہدایات دی گئی ہیں۔ وہ اگرچہ واضح اور قطعی ہیں۔ تاہم ہمارے سامنے اس امر کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ مجلس میں مولانا مودودی کا نقطۂ نگاہ پیش کیا گیا اس کے برعکس ہمارے سامنے مولانا ابو الحسنات محمد احمد اور سید مظفر علی شمسی کی شہادت موجود ہے جس میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ مولانا سلطان احمد نے فیصلہ کو نہ مسترد کیا۔ نہ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس حصے کے متعلق مولانا ابو الحسنات کی شہادت حسب ذیل ہے:۔

سوال۔ کیا مولانا سلطان احمد نے مجلس عمل کی کارروائی میں جو حصہ لیا وہ آپ نے دیکھا؟

جواب۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کارروائی جو قرارداد درج ہے۔ کیا انہوں نے اس سے کوئی اختلاف ظاہر کیا تھا؟

جواب:۔ جی نہیں ہر شخص متفق تھا۔

عدالت سے

مجھے یقین کامل ہے کہ اس اجلاس میں جو فیصلے ہوئے مولانا سلطان احمد نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

سوال:۔ کیا مولانا سلطان احمد نے کہا تھا کہ وہ مولانا مودودی سے ٹیلی فون پر ہدایات پانے کے بعد آئے ہیں۔ اور مولانا نے جس خط کے کہنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ انہیں اس وقت تک نہیں ملا تھا؟

جواب:۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

سوال۔ کیا مولانا سلطان احمد نے کہا تھا۔ کہ مولانا مودودی سے ہدایات نہ ملنے کے باعث وہ ہونے والے فیصلوں کے متعلق کوئی قطعی موقف اختیار نہیں کر سکتے؟

جواب:۔ جی نہیں، انہوں نے یہ نہیں کہا تھا اس سے قبل مولانا مودودی نے مجھ سے کہا تھا کہ مجلس عمل کے اجلاس میں بذات خود ان کا شریک ہونا ضروری نہیں۔ اور وہ اپنی پسند کے کسی آدمی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج سکتے ہیں۔ مولانا سلطان احمد نے ہرگز نہیں کہا۔ کہ مولانا مودودی کی طرف سے کوئی خط ان کے نام آ رہا ہے۔ جب تک وہ خط پہنچ نہ جائے۔ وہ قراردادوں کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے مولانا سلطان احمد سے پوچھا تھا۔ کہ انہیں ۲۶ر مئی کے اجلاس میں جماعت اسلامی کی نمائندگی کا پورا اختیار ہے۔ انہوں نے اس کا جواب بغیر شرط اثبات میں دیا ہے۔

سوال۔ مولانا مودودی نے آپ سے یہ کہا تھا کہ وہ جماعت کی طرف سے پورے اختیارات رکھنے والا نمائندہ بھیجیں گے؟

جواب:۔ میں نہ اس کی تاریخ بتا سکتا ہوں اور نہ مہینہ۔

اس شہادت کی تائید سید مظفر علی شمسی کے بیان اور دستاویز ڈی۔ ای ۶ ۳ ۳ سے ہوتی ہے۔ جو مجلس عمل کی کارروائی کا ریکارڈ ہے۔ اور جس پر خود مولانا سلطان احمد کے دستخط ثبت ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس دستاویز میں ارکان کے دستخط کارروائی کے ریکارڈ کے اوپر ثبت ہیں۔ لیکن مولانا ابو الحسنات کی شہادت اس بات میں قطعی اور واضح ہے کہ دستاویز اس اجلاس کی کارروائی اور ان فیصلوں کا صحیح ریکارڈ ہے جن سے مولانا سلطان احمد متفق تھے۔ اس لئے ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی تذبذب نہیں۔ کہ ۲۷ر فروری کا مسئلہ سے گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہوں پر پکٹنگ کے فیصلے کو مولانا سلطان احمد کی منظوری حاصل تھی۔ تاہم یہ فیصلہ مولانا مودودی کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا۔ کہ انہوں نے مولانا سلطان احمد کو اس کارروائی سے بے تعلق رہنے کی ہدایت کی تھی اور ان کی رہنمائی کے لئے اپنے خط دستاویز ڈی۔ ای ۱۲۲ میں ہدایات بھیجی تھیں۔

اس مرحلے پر ہم ۱۶ سے ۱۸ر جنوری ۱۹۵۳ء تک منعقدہ کنونشن کے کراچی میں ہونے والے اجلاسوں کی کارروائی کے متعلق جماعت اسلامی کے بیان کا ذکر بھی کرنا چاہتے ہیں۔ جماعت اس مجلس عمل کی رکن تھی۔ جو آل مسلم پارٹیز کنونشن نے ۱۳ر جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں بنائی تھی۔ مجلس عمل میں مولانا امین احسن اصلاحی اور ملک نصر اللہ خان عزیز جماعت اسلامی کے نمائندے تھے۔ بعد میں اصلاحی کی جگہ میاں طفیل محمد نمائندہ بنے۔ مجلس عمل کا ایک اجلاس نومبر کے اواخر میں ہؤا۔ اس میں ملک نصر اللہ خان عزیز اور میاں طفیل محمد شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں صاحبزادہ فیض الحسن نے سول نافرمانی کی تجویز پر مشتمل ایک قرارداد پیش کی

۶ سے ۱۸ جنوری تک کراچی میں جو کنونشن ہوئی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اسمیں شامل ہوئے

جو واپس لے لی گئی۔ اجلاس کی بجائے کراچی میں کنونشن طلب کرنے کے لئے شیخ حسام الدین کی قرارداد منظور ہوئی۔ اس فیصلے کے مطابق ۱۶ سے ۱۸ جنوری تک کراچی میں کنونشن ہوئی۔ جس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی شامل ہوئے۔ اس کے بعد مجلس عمل پنجاب کا ایک اجلاس ... لاہور میں منعقد ہوا جس میں مولانا نصراللہ خان عزیز نے مولانا مودودی کا خط پڑھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ مجلس عمل پنجاب میں جو کچھ کر رہی ہے وہ غیر آئینی ہے۔ کیونکہ کراچی کی ۱۸ جنوری کی کنونشن میں راست اقدام کی نوعیت متعین نہیں کی گئی تھی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی مجلس عمل کا اجلاس طلب کیا جائے۔ اس خط کے باعث ۲۶ فروری کا اجلاس منعقد ہوا۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ اس میں مولانا سلطان احمد مولانا مودودی کی جانب سے یہ ہدایات لے کر شامل ہوئے کہ مجلس عمل کوئی جاہلانہ اور غیر دانشمندانہ فیصلہ کرے۔ تو وہ اس سے اپنی اور جماعت اسلامی کی بے تعلقی کا اعلان کر دیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ۲ فروری کو کراچی سے لاہور آئے۔ اور موچی دروازے کے باہر ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا خلاصہ اس رپورٹ کے ابتدائی حصہ میں آچکا ہے۔

۱۵ فروری ۱۹۵۳ء کو میاں طفیل محمد قیم جماعت نے ارکان اور متفقین کے نام ہدایات جاری کیں۔ کہ مجلس عمل کی تشکیل آل پارٹیز مسلم کنونشن نے کی ہے۔ اور اس میں جو تنظیمیں شامل ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی جداگانہ ہستی اس میں مدغم نہیں کی۔ اس لئے جماعت اسلامی کے رکن یا متفق کو مجلس عمل کے کہنے پر کسی حلف یا اعلان پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ یہ بات نظام کے نظم وضبط کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی رکن کسی اور جماعت کے احکام کی متابعت کرے۔ اس کے علاوہ کسی پروگرام پر عمل نہ کیا جائے۔ جب تک مرکزی مجلس عمل کا اجلاس جو عنقریب ہونے والا ہے۔ اس کے حق میں فیصلہ نہ کرے۔ اور احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کی جدوجہد میں کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جو نامناسب یا غیر آئینی ہو یا جس سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو۔

تھانیداروں کی سی ذہنیت

جب کراچی میں ۲۷ فروری کو گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے ۲ مارچ ۱۹۵۳ء کو ایک بیان جاری کیا۔ جس میں ان گرفتاریوں کی مذمت کی گئی۔ ادھر حکومت کی طرف سے بھی ایک اعلامیہ جاری ہوا۔ جس میں اس اقدام کو جائز ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی۔ مولانا نے اس بیان میں کہا۔ کہ حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن میں سے کسی کی ذہنیت بھی تھانیداروں کی ذہنیت سے زیادہ نہیں۔ اور گرفتاریاں ان لوگوں نے کی ہیں۔ جن میں کوئی عقل یا شعور نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے لئے صحیح طریقہ یہ تھا کہ وہ یا تو اعلان کرتی کہ مطالبات جائز نہیں ہیں۔ یا وہ مستعفی ہو جاتی مطالبات اس طریقے سے دبائے نہیں جا سکتے تھے۔ جو حکومت نے اختیار کئے تھے۔ سرکاری اعلامیہ میں یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ افراد نے جو پاکستان کے دشمن ہیں مطالبات کو پیش کیا ہے۔ یہ سب مطالبات مسلمانوں کے متفقہ مطالبات ہیں۔ البتہ ان مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے۔ ان کے لئے جماعت اور دوسروں کے درمیان اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔

۲ مارچ ۱۹۵۳ء کے "تسنیم" نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں مولانا مودودی کے سرکاری اعلامیہ سے متعلق ۲۸ فروری والے بیان کے کچھ حصے کو دہرایا۔ مولانا مودودی نے اپنے بیان میں حکومت کو جو تین راستے بتائے تھے ان کو بھی دہرایا گیا۔ اسی اخبار نے ۳ مارچ کو اس موضوع کے متعلق ایک اور مضمون چھاپا۔ جس میں عام جلسوں میں تقریروں کے دوران میں بعض نامناسب نعروں۔ جلوسوں۔ غنڈہ گردی اور اعلیٰ سرکاری افسروں کے جنازے نکالنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اگرچہ مضمون میں ان سب چیزوں کی مذمت کی گئی تھی۔ لیکن اس میں یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ لوگوں نے اس چیز کو مسلم لیگ ہی سے حاصل کیا ہے۔ جب اس نے ملک خضر حیات خاں ٹوانہ کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ اس اخبار نے لکھا کہ اس قسم کا رویہ عوام کے اس مقدس دعویٰ کے خلاف زہر قاتل ثابت ہوگا۔ جس کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں۔ ۴ مارچ کو پھر اسی اخبار نے میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی کا ایک بیان شائع کیا جس میں کہا گیا تھا۔ کہ ان کو جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے مطابق مولانا مودودی کے گھر اور "تسنیم" کے دفتر پر پکٹنگ کی جا رہی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ تحریک غیر ذمہ دار لوگوں کے ہاتھ میں جا رہی ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے پکٹنگ کی تجویز پیش کی ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ مجلس عمل راست اقدام کرنے سے پہلے جماعت اسلامی نے تحریک کے ذمہ دار لیڈروں کے مشورے سے ایک فرض کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ جسے وہ بدستور ادا کرتی رہے گی۔ بیان میں مزید کہا گیا۔ کہ مولانا اختر علی خاں نے اپنی تقریر میں جماعت اسلامی پر حملہ کیا ہے۔ جس کا مولانا مودودی کے پاس جواب تھا۔ ان لوگوں کو برا بھلا کہنا مقصد نہیں جو مشترک مقصد کے لئے کام کر رہے تھے عوام کو جھوٹی افواہوں اور ایسے ناسمجھ دوستوں کے کہنے سے جو مشترک مقصد کے لئے بوجھ بن رہے ہوں۔ متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

۵ مارچ کے "تسنیم" میں اسٹاف رپورٹر کے حوالے سے ایک خبر شائع کی گئی ہے کہ وہ جماعت اسلامی کے ذمہ دار ارکان سے جماعت کی پوزیشن کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ملا ہے اور ان میں سے ایک ایسے شخص نے جو جماعت کی طرف سے کچھ کہہ سکتا تھا۔ بتایا کہ جماعت کی پوزیشن کی وضاحت ۴ مارچ کے "تسنیم" میں چھپ چکی ہے۔ اور مولانا محمد یوسف جن کو مولانا اختر علی خاں کے ساتھ گرفتار کر کے ایک ... پہلے رہا کر دیا گیا۔ ایسی حرکات کر رہے ہیں جو مشترک مقصد کے منافی ہیں۔ اس خبر میں کہا گیا تھا۔ کہ عوام کو غیر ذمہ دار افراد کی طرف سے پھیلائی ہوئی افواہوں کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہئے اور انہیں جماعت کو وہ کام کرنے دینا چاہئے۔ جو اس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

قادیانی مسئلہ

قادیانی مسئلہ چالیس صفحات کا ایک کتابچہ تھا جس میں مولانا مودودی کی اس رائے کے تفصیلی اسباب بیان کئے گئے تھے۔ کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ کتابچہ ۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو شائع کیا گیا تھا۔ اس میں احمدیہ لٹریچر سے متعدد حوالے پیش کئے گئے تھے۔ اس میں کہا گیا تھا۔ کہ پاکستان کی تمام مذہبی تنظیموں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ مسلم سوسائٹی سے اس ناسور (احمدیت) کو کاٹ دیا جائے۔ اور چودھری ظفر اللہ خان کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ اس ناسور کی جڑوں کو بیرونی ممالک میں جن میں بلاد اسلامیہ بھی شامل ہیں پھیلا رہے ہیں۔ کتابچے کے آخر میں ایک ضمنی ریمارک تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ مطالبات کو منوانے سے متعلق عام آدمی جس قسم کے مظاہروں کی تجویز پیش کر رہے ہیں۔ وہ نامناسب ہیں اور ... لکھے لوگ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے۔ لیکن اس ریمارک کے فوراً ہی بعد یہ لکھا گیا کہ عوام نے ایسے مظاہرے ملک خضر حیات خاں ٹوانہ کی وزارت کو توڑنے کے لئے مسلم لیگ کی تحریک سے سیکھے ہیں۔ یہ طریقے "ملاء" کی اختراع نہیں ہیں۔

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے اسی روز ایک قرارداد منظور کی۔ جس میں مسلمانوں کے متفقہ مطالبات کو منظور کرانے کے لئے راست اقدام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ اور تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اسے صحیح خطوط پر چلانے کو بھی کہا گیا تھا اور یہ بھی کہ عوام کا مطالبہ حق بجانب ہے۔ اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کرنے یا اسے نظر انداز کر دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عوام میں بے اطمینانی اور غم وغصہ کی لہر پیدا ہو جائے گی۔ ایسے معاملات میں بے رخی عوام کو ہمیشہ غیر آئینی راہوں پر ڈال دیتی ہے۔ حکومت کے لئے ان مطالبات کو طاقت سے دبانا اور اس طرح ان کے مشتعل ہو جانے پر پولیس اور فوج کو ان کے خلاف استعمال کرنا غلط ہے۔ اس پالیسی کا نتیجہ لامحالہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلتا ہے۔

مجلس شوریٰ کی اس قرارداد میں مولانا مودودی کی اس تقریر کا خلاصہ بھی درج کیا گیا تھا۔ جو اس روز انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں کی تھی۔ اس تقریر کا جو حصہ اس قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ مولانا نے واضح کر دیا تھا کہ عوامی مطالبات مسترد کر دینے کے بعد حکومت کے لئے امن کی اپیل کرنا بے سود ہے اگر حکومت عوامی مطالبات کو طاقت سے دبانے پر تلی ہوئی ہے۔ تو ایسی اپیل کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ لیکن حکومت اگر صورت حال کو خراب تر ہونے سے بچانا چاہتی ہے۔ تو اسے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرانا چاہئے اور مطالبات کو بزور مسترد کرنے کی کوشش ترک کر کے عوامی نمائندوں سے گفت وشنید شروع کر دینی چاہئے۔ جب تک دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے اصول پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ بدنظمی اور خونریزی کے واقعات ہوتے رہیں گے۔ حکومت کو اگر ان مطالبات کے متفقہ ہونے کے بارے میں کسی قسم کا شک ہے۔ تو اس کا یقین حاصل کرنے کا کوئی طریقہ تجویز کرنا تو اس کا کام ہے۔ اگر پورے اطمینان کے بعد یہ مطالبات ثابت ہوں۔ لیکن حکومت انہیں پھر بھی تسلیم نہ کرے تو عوام کے لئے کوئی اور راہ عمل نہیں رہ جاتی۔ (باقی صفحہ ... پر)

جماعت اسلامی ان قدرتی نتائج کی ذمہ دار ہے جو ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ اور اسکے پروگرام سے پیدا ہوئے

راست اقدام کی غلطی

اس قرارداد میں فسادات پر جماعت اسلامی کی رائے بھی ظاہر کی گئی تھی۔ اور کہا گیا تھا کہ راست اقدام کی قرارداد کے بعد اب جماعت اسلامی نے تحریک چلانے والوں کی توجہ بار بار ان دو باتوں کی طرف مبذول کرائی تھی۔ کہ (۱) مسئلہ صرف پنجاب تک محدود ہے (۲) پنجاب میں بھی پڑھا لکھا طبقہ اس کی مذہبی معاشرتی اور سیاسی پیچیدگیوں کا احساس نہیں رکھتا۔ لیکن مجلس عمل نے ان دونوں پہلوؤں کا جائزہ لئے بغیر راست اقدام شروع کر دیا ہے۔ اس راست اقدام میں ایسے حادثات اور ہنگامے رونما ہو گئے ہیں۔ جن سے اخلاق کے اسلامی تصورات پر حرف آتا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ ایک مقصد کی توہین و تذلیل ہو گی۔ قرارداد میں جماعت اسلامی کی طرف سے تحریک کے مقاصد کی حمایت پر زور دیا گیا تھا لیکن یہ واضح کیا گیا تھا۔ کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے جو طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جماعت ان کی تائید کر کے اپنے اصول کو قربان نہیں کر سکتی۔ اس ضمن میں قرارداد میں جماعت کی حسب ذیل تین ذمہ داریاں گنائی گئیں۔ (۱) مطالبات منظور کرانے کے لئے مؤثر وسائل اختیار کرنا۔ (۲) تحریک کو حتی الامکان پر امن راہ پر چلانا اور خرافات کی حدود میں رکھنا (۳) تمام صحیح الخیال افراد کو اس ضرورت کا احساس دلانا کہ ملک کے امن اور سالمیت کے لئے جو سخت گیری خطرہ بن رہی ہے اس کا سد باب کرنے کے ذرائع سوچنا۔

"تسنیم" کی اس اشاعت میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا ایک اور بیان بھی شائع ہوا۔ جس میں ان دو تاروں کا ذکر کیا گیا تھا جو انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کے نام بھیجیں۔ ساتھ ہی وہ تقریر بھی شائع کی گئی جو انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں کی تھی۔ اور جس میں ساری صورت حال کی توضیح کے بعد حکومت کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ عوام کے خلاف پولیس اور فوج کا استعمال ترک کر دے۔ اور مطالبات کی معقولیت کو جانچنے کی غرض سے گفت و شنید شروع کرے مولانا مودودی کے اس بیان میں حکومت کی نشری اپیل پر حیرت کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ اس نے عوام سے محض نظم و ضبط برقرار رکھنے کی اپیل کی ہے لیکن مطالبات پر غور کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ مولانا مودودی نے کہا۔ حکومت نے اپنے سر کوئی الزام نہیں لیا۔ اور سارا الزام عوام کو دیا ہے۔

مسلّم حقائق

جماعت اسلامی اور ان کے بانی کی سرگرمیوں کے اس تفصیلی جائزہ کے بعد ہم ذیل میں وہ حقائق درج کرتے ہیں۔ جنہیں یا تو جماعت نے تسلیم کر لیا ہے۔ یا جو اس کے خلاف ثابت ہو گئے ہیں۔ (۱) جماعت اسلامی پنجاب مجلس عمل کی ایک فریق تھی (۲) جماعت اسلامی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی تشکیل کردہ مجلس عمل کی ایک فریق تھی۔ جس نے ۱۸ رجنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں "ڈائرکٹ ایکشن" کی قرارداد منظور کی۔

(۳) مولانا سلطان احمد نے جو ۲۲ رفروری کو کراچی میں مجلس عمل کے اجلاس میں شریک تھے مجلس عمل کی سرگرمیوں سے اور گورنر جنرل اور وزیر اعظم کے مکانات پر رضاکار بھیجنے کے لائحہ عمل سے لاتعلقی اختیار نہ کی: جس کا ان کی موجودگی میں فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے خلاف ان کی طرف سے کوئی احتجاج بھی نہ ہوا۔

(۴) کراچی اور لاہور کی مجالس عمل کے جلسوں میں شروع سے آخر تک جماعت اسلامی کا کوئی نہ کوئی نمائندہ شریک ہوتا رہا۔

(۵) جس روز راست اقدام کی قرارداد منظور کی گئی اور جب فسادات پوری شدت پر تھے۔ اس دوران میں کبھی جماعت اسلامی نے اسبات کا کھلم کھلا اعلان نہیں کیا کہ وہ راست اقدام کی فریق نہیں ہے۔ اور مجلس عمل کے پروگرام کی تعمیل میں جو سرگرمیاں جاری ہیں۔ وہ ان سے کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مولانا مودودی نے ۵ رمارچ کو گورنمنٹ ہاؤس میں جو تقریر کی اس میں انہوں نے کہا۔ شہادت کی بنا پر اسے مسترد کرنے یا اس پر شک کرنے کی ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ عوام اور حکومت میں خانہ جنگی ہو رہی ہے جب تک حکومت طاقت کا استعمال ترک نہیں کرے گی اور عوام کے نمائندوں سے بات چیت شروع نہیں کرے گی۔ اس وقت تک اس کی اپیل کرنے کا کوئی موقع نہیں۔

(۷) جماعت اسلامی نے اپنی ۱۵ رمارچ کی قرارداد میں اسی نقطہ نظر کا اعادہ کیا جو اس دن گورنمنٹ ہاؤس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے پیش کیا تھا۔

جماعت کو خوب معلوم تھا کہ ڈائرکٹ ایکشن" کے پروگرام سے بڑی سخت گڑبڑ ہو گی یہ بات مولانا مودودی کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے جنہوں نے "تسنیم" میں شائع ہونے والی اپنی تقریروں اور ۲۰ رجنوری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں موچی دروازہ کے باہر کی تقریر میں ہندو مسلم فسادات کا ذکر کرتے ہوئے اس کے متعلق "جنگ" کا لفظ استعمال کیا تھا۔

محض داخلی اختلافات

"تسنیم" میں جو کچھ شائع ہوا یا جماعت اسلامی کی طرف سے جو ہدایات ۵ رمارچ سے قبل جاری ہوتی رہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے مترشح ہو کہ ڈائرکٹ ایکشن کو جماعت اسلامی کی تائید یا منظوری حاصل نہیں ہے۔ ان کے برعکس ان تحریروں میں اس حقیقت کے درپردہ اعتراف موجود ہیں کہ جماعت اسلامی نے اس معاملے میں کچھ ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اور اس سے وہ اپنی استطاعت و اہلیت کے مطابق عہدہ برآ ہو گی یہ چیز حافظ خادم حسین کی اس شہادت کی تصدیق کرتی ہے کہ اسلامی اور دوسری پارٹیوں کے مابین تقسیم کار کا باقاعدہ انتظام تھا۔ اس انتظام کا ثبوت مولانا امین احسن اصلاحی کے اس بیان میں ملتا ہے کہ جماعت اسلامی کا پروگرام تقریریں کرنا۔ اور اس موضوع پر تحریریں شائع کرنا تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ اس بارہ میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا بیان درست ہے کہ ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کی تفصیلات کے متعلق جماعت اسلامی اور دوسری جماعتوں میں اختلاف تھا۔ اور جماعت اسلامی آئینی ذرائع اختیار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ بات درست تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ حقیقت اپنی جگہ قائم رہتی ہے کہ یہ مجلس عمل کے ارکان کے مابین ایک داخلی اختلاف تھا۔ اور جماعت اسلامی ڈائرکٹ ایکشن کے جس فیصلہ کی اس سنجیدگی سے ہم نوا تھی۔ اس کے بارے میں جماعت کی ذمہ داری پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بے شک جماعت اگر کھلم کھلا اور غیر مبہم الفاظ میں ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام سے اپنی بےتعلقی کا اظہار کرتی۔ تو وہ بعد میں پیدا ہونے والے واقعات کی ذمہ دار نہ ہوتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈائرکٹ ایکشن سے ایسی بےتعلقی یا اس کی مذمت یا نامنظوری کی کوئی شہادت نہیں۔ جلوس جس انداز سے نکل رہے تھے۔ نقلی جنازے جس طرح نکالے جا رہے تھے محض ان کی مذمت کا مطلب یہ نہیں کہ جماعت ڈائرکٹ ایکشن یا ان اقدامات کی نامنظوری کرتی تھی۔ جو ۲۶ رفروری کے اجلاس میں ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ کے بعد عمل میں آئے۔

عدم تعاون

جماعت اسلامی کی ذمہ داری اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کے راہنما مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے حکومت کی ان مساعی سے تعاون نہ کیا۔ جو وہ مایوسی کے عالم میں ۵ رمارچ کو فسادات ختم کرنے کے لئے کر رہی تھی۔ اس کے برعکس مولانا نے سرکشی کا موقف اختیار کر لیا۔ سارے واقعات کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا اور فسادی عناصر کو تشدد کا شکار قرار دے کر ان سے ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں انہوں نے جو موقف اختیار کیا۔ اس سے تو یہی محسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھ بیٹھے تھے حکومت کی ساری مشینری ٹوٹ کر گر پڑے گی۔ وہ حکومت کی متوقع ناکامی اور سپر اندازی پر در پردہ مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ جب ان تمام باتوں کو حصول اقتدار کے لئے جماعت اسلامی کے مسلّم نصب العین کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ نصب العین جماعت کے نزدیک اللہ کی حاکمیت میں مذہبی نظام حکومت قائم کرنے کا مؤثر ترین طریقہ ہے۔ تو اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ جو واقعات رونما ہو رہے تھے انہیں جماعت کی پوری منظوری حاصل تھی۔ اس لئے جماعت اسلامی ان قدرتی نتائج کی ذمہ دار ہے۔ جو ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ سے اور اس پروگرام سے پیدا ہوئے جو مجلس عمل نے ۲۶ رفروری کو کراچی میں طے کیا۔ اور جس کے مطابق گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہوں پر رضاکار بھیجنے اور مولانا ابوالحسنات کی تحریک کا پہلا ڈکٹیٹر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ (باقی آئندہ)

حضرت امیر المومنین کا مبارک ارشاد

اپنے ہاتھوں سے کچھ زائد کام کرو اور اسکی آمد اشاعت اسلام میں دو۔ اسکی ایک صاف راہ یہ ہے کہ ہماری اردو کتابیں پیارے خدا کی پیاری باتیں اور پیارے رسول کی پیاری باتیں ۰۰ احادیث وغیرہ اور انگریزی کتابیں اسلامی اصول کی فلاسفی اور رسول کریم کے بے نظیر کارنامے وغیرہ منگوائیے۔ ہم نصف قیمت میں پہنچائینگے اسطرح آپ نصف قیمت اشاعت اسلام میں دے سکتے ہو۔ پاکستان والے بھی معرفت ربوہ یہ نصف قیمت جمع کرا سکتے ہیں

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

اخبار احمدیت

حضور کا لاہور میں مسجد کی بنیاد رکھنا

—— ۱۵ مارچ میں مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے قریباً پونے چار صد روپیہ جمع کیا۔ خدام میں یہ سپرٹ پیدا کی جا رہی ہے کہ وہ سفر میں کھڑے ہوئے بوڑھے مردوں اور عورتوں کو اپنی جگہ پیش کریں۔ خدام میو ہسپتال میں جاکر بیماروں کی مزاج پرسی کے علاوہ ناواقف بیماروں کی رہنمائی کرتے رہے۔ اس طرح خدمت خلق کا جذبہ پیدا کیا گیا۔ تمام خدام کو مستعد بنانے کی سعی کی گئی۔ نمازوں میں باقاعدہ حاضری کا انتظام کیا گیا۔ کتاب "فتح اسلام" کا درس ہوتا تھا۔ تا اس کا امتحان دینے میں سہولت پیدا ہو۔ تقریر کرنے کی مشق کرنے کا بندوبست کیا گیا۔ مجلس نے لائبریری میں ۱½ صد کتب جمع کر لی ہیں۔ روزانہ اخبارات بھی دار المطالعہ میں آتے ہیں۔ سات حلقوں میں اطفال کی تنظیم قائم ہو چکی ہے ان میں دلچسپی اور ادر کا شوق پیدا کیا جاتا ہے۔ خدام میں قربانی اور ایثار کا جذبہ بھی پیدا کیا جا رہا ہے۔ لفافے بنا کر فروخت کر کے ٹائپ اور شارٹ ہینڈ کے نائٹ سکول جاری کر کے اور جمعہ کے روز مختلف اشیاء فروخت کر کے ان تمام کا منافع سلسلہ کی خدمت کے لئے دیا جا رہا ہے۔

۱۰ مارچ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کی روح فرسا خبر ملی تو خدام کی کوشش سے نماز عشاء سے قبل ہی احباب کثیر تعداد میں رتن باغ میں جمع ہو گئے۔ بعد نماز عشاء نہایت رقت و زاری سے دعائیں کی گئیں۔ ڈیوٹی لگا دی گئی کہ ایک زعیم روزانہ شام کو بذریعہ فون حضور کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع حاصل کر کے رتن باغ پہنچائیں جہاں دیگر خدام بلیٹن کا پیان کر کے ملقہ جات احمدی گھرانوں میں پہنچاتے رہے۔ الفضل کے اجرا تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ایک بجے رات تک یہ مصروفیت رہتی۔ زعماء ملقہ جات یہ اطلاعات احباب جماعت تک پہنچاتے۔ خدام نے جماعت سے چندہ جمع کر کے پندرہ بکرے ذبح کر کے بطور صدقہ گوشت تقسیم کیا۔ ایک ہفتہ بعد مغرب کے بعد اجتماعی دعائیں کی جاتیں۔ خدام نے روزے رکھنے کی بھی تحریک کی۔

—— ۲۷ مارچ کو شیخ عبد الرحمٰن صاحب بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر سیالکوٹ میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صحابی تھے۔ آپ کی ولادت سیالکوٹ میں ۱۸۹۰ء میں ہوئی تھی۔ آپ ہمدرد طبیعت کے مالک تھے۔ اور یتامیٰ اور بیواؤں کے بہت غمگسار تھے۔ آپ کا انتقال بلڈ پریشر دماغ کی اندرونی شریان پھٹ جانے سے ہوا ہے آپ کے والد صاحب محترم محمد عبد اللہ صاحب بھی صحابی اور جماعت سیالکوٹ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

—— دمشق ۲۴ اپریل۔ سید منیر الحصنی امیر جماعت دمشق کے بھائی الحاج عبد الرؤف ۷۴ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے اخلاق فاضلہ کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتے تھے حتیٰ کہ مخالفین سلسلہ بھی ان کو خاص درجہ احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ احمدیت میں انہوں نے صدق و ثبات کا غیر معمولی نمونہ دکھایا اور اپنی زندگی میں انہوں نے جماعت کی بھی بڑھ چڑھ کر خدمت کی۔ باجماعت نماز کی ادائیگی میں وہ ایک نمونہ تھے۔ اسی طرح مقامی جماعت کے اجتماعات میں بھی التزام سے شریک ہوتے تھے۔ اور گزشتہ سال آپ کو دمشق میں بطور صدر جماعت منتخب کیا گیا۔ مرحوم کی مغفرت اور ان کے اقارب کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

—— ربوہ ۲۷ اپریل۔ سلسلہ کے مبلغ مکرم مولوی صالح محمد صاحب گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) سے چھ سال کے کامیاب تبلیغ کے بعد تشریف لائے۔ اہالی ربوہ نے سٹیشن پر اپنے مجاہد بھائی کا پر جوش استقبال کیا۔ مولوی صاحب چند ماہ کی رخصت گزار کر انشاء اللہ تعالیٰ واپس تشریف لے جائیں گے۔

—— لندن ۴ مئی۔ بذریعہ تار مکرم امام مسجد لندن نے اطلاع دی کہ محترم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین مع اہلیہ اور جناب مولوی زرالحق صاحب انور نامزد مبلغ برائے امریکہ بعافیت لندن پہنچ گئے ہیں۔

—— کراچی ۴ مئی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے اعزاز میں احمدیہ ہال کراچی میں عصرانہ دیا۔

—— کراچی ۸ مئی۔ مکرم مولوی نذیر احمد علی صاحب مبلغ برائے نائیجیریا (مغربی افریقہ) ربوہ سے کراچی پہنچے۔ آپ ایک ہفتہ قیام کے بعد لندن روانہ ہوں گے۔

—— کلکتہ ۱۳ مئی۔ بوقت ۶½ بجے شام کے

اخبار ممالک اسلامیہ

۹ مئی۔ ترکی حکومت ترکی نے روس سے احتجاج کیا ہے کہ وہ ترکی کی امن پسندانہ کوششوں کے خلاف پراپیگنڈا کر رہا ہے۔ یہ احتجاج روس حکومت کے اس احتجاج کے جواب میں کیا گیا ہے۔ جو حکومت روس نے ترکی پاکستان معاہدہ کے متعلق کیا تھا۔

قاہرہ۔ کل یہاں عرب چیف آف سٹاف کی ایک ہفتہ کی کانفرنس شروع ہوئی جو تمام عرب فوجوں کے لئے ایک کمانڈر انچیف کے تقرر پر غور کرے گی نیز علاوہ اسرائیل اردن سرحد کی صورت حال پر بھی غور کیا جائے گا۔

تہران۔ گزشتہ پانچ سال میں شاہ ایران نے کل پہلی بار ایرانی کابینہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ اس جلسہ میں تیل کے سوال پر غور کیا گیا۔

۱۴ مئی۔ تہران۔ سابق وزیر اعظم ایران ڈاکٹر مصدق کی اپیل فوجی عدالت نے مسترد کرتے ہوئے ان کی سزا بحال رکھی اب انہوں نے سپریم کورٹ میں اپیل کی ہے۔

مصر۔ کچھ اخبارات کے بند کر دینے اور بعض فوجی و غیر فوجی رہنماؤں کے قید کر لینے کے بعد سکون معلوم ہوتا ہے۔

ترکی۔ پارلیمنٹ کے حالیہ انتخابات میں مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم کی قائم کردہ جماعت کو بری طرح شکست ہوئی ہے۔ نئی پارلیمنٹ نے جلال بایار کو دوبارہ صدر منتخب کر لیا ہے۔ ان کو ۱۳۱۵ ووٹوں میں سے ۴۰۹ ملے۔ مسٹر رفیق قرالطان کو پارلیمنٹ کا صدر بنایا گیا ہے۔

ڈھاکہ۔ مسٹر حق نے کابینہ میں توسیع کے لئے دس نام گورنر کو پیش کر دیئے۔ ہندو ممبروں کی شمولیت کا جلد ہی اعلان کر دیا جائے گا۔

ڈھاکہ۔ ۱۶ مئی۔ مشرقی بنگال کی آدم جی جوٹ ملز کا فساد نرائن گنج میں پھیل گیا۔ آبادی گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئی۔ کل دوپہر تک بیسیوں مکانات جلائے جا چکے تھے۔ مل ایریا میں فسادیوں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں فوج اور پولیس نے علاقہ جات پر قابو پا لیا۔ اس خوفناک فساد میں ایک سو افراد ہلاک اور کئی سو زخمی ہو چکے ہیں۔ خطرناک طور سے مسلح فسادی تمام دن قتل کرتے رہے۔ وزیر اعلیٰ اور دیگر وزراء موقع پر پہنچ گئے۔ فساد کی ابتدا ایک دوکاندار بنگالی اور غیر بنگالی کے ایک رکن کے درمیان جھگڑے سے ہوئی۔

کراچی۔ ۱۵ مئی۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے اس خبر کی تردید کی کہ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ سر موصوف آج قاہرہ پہنچ گئے اور مصر کے وزیر خارجہ ڈاکٹر فوزی اور قومی قیادت کے وزیر میجر صالح سلیم سے ملاقات کی۔ جنرل نجیب اور وزیر اعظم کرنل ناصر سے بھی ملاقات کریں گے۔ باخبر حلقوں کے نزدیک یہ دورہ فلسطین کے سوال پر غور کرنے کیلئے اسلامی ممالک کی مجوزہ کانفرنس سے ہے۔

کراچی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ میر غلام علی خان تالپور سندھ کے نئے وزیر اعلیٰ ہوں گے اور پیرزادہ عبد الستار (سابق وزیر اعلیٰ سندھ) کو پنجاب کا گورنر اور موجودہ گورنر پنجاب میاں امین الدین کو ترکی میں پاکستانی سفیر مقرر کر دیا جائیگا۔

—— ایم ال۔ ایم ہوائی جہاز سے مکرم جناب خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ امریکہ کانفرنس منعقدہ جاپان میں شمولیت فرما کر ربوہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ تا کہ کانفرنس کے کوائف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنی زبانی سنائیں۔

آپ صرف ایک رات مکرم میاں محمد عمر صاحب ضیغم کے یہاں مقیم رہ کر ڈھاکہ کے لئے ڈھاکہ تشریف لے گئے ہیں۔ غالباً ۱۶ کو پھر کلکتہ واپس ہوں گے انشاء اللہ۔

صاحب موصوف قادیان کی زیارت کے بعد ربوہ تشریف لے جائیں گے۔ آپ پورے آٹھ سال قبل اس ماہ سے امریکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ آپ کی تشریف آوری جماعت کلکتہ کے لئے بڑی خوشی کی موجب ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ صاحب ممدوح کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے آمین

—— سکندر آباد۔ حضرت عرفانی صاحب کو افاقہ ہے صرف کمزوری باقی ہے۔

حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین نے بعض منذر خواب دیکھے ہیں۔ ہر دو بزرگوں کی صحت و درازی عمر کے لئے احباب دعا فرمائیں

میاں دولتانہ پر مقدمہ

کراچی۔ ۱۴ مئی۔ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے فیڈرل کورٹ سے کہا ہے کہ وہ مغربی پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں دولتانہ کے خلاف بد انتظامی کے الزامات کی تحقیقات کرے۔ جو فسادات پنجاب کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ میں لگائے گئے ہیں۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ میں میاں دولتانہ پر سرکاری نظم و نسق میں عمداً بد انتظامی کرنے اور سرکاری روپیہ کو ناجائز طور پر استعمال کرنے کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ گورنر جنرل نے کہا ہے کہ تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے جو شہادتیں پیش ہوئی ہیں۔ ان کی بنا پر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں دولتانہ مجرم ہیں۔

درخواست دعا مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی نے ربوہ سے تحریر کیا ہے کہ آپ کو ان کو نبضہ آ جاتی ہے احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کے متعلق ضروری اعلان

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان مرد و زن بچے بوڑھے پر فرض قرار دی گئی ہے حتی کہ نوزائیدہ بچہ کی طرف سے بھی اس صدقہ کا ادا کیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ یہ فنڈ غربا اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے رمضان المبارک کے ختم ہونے سے قبل جمع کر کے غربا میں تقسیم کیا جائے تا ضرورت مند احباب عید کے موقعہ پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ مقامی غربا اور مساکین کی امداد صدقۃ الفطر کی وصول شدہ رقم میں سے نصف حصہ تک کی جا سکتی ہے۔ بقیہ رقم کا مرکز میں بھجوایا جانا ضروری ہے۔ فطرانہ کی مقدار ہر فرد کے لئے ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلہ مقرر ہے۔ غیر مستطیع احباب کو نصف شرح سے بھی ادائیگی کی اجازت ہے۔

قادیان میں امسال گندم کے نرخ کے لحاظ سے شرح صدقۃ الفطر ۱۲ / اور نصف شرح ۶/ مقرر کی گئی ہے۔ مقامی جماعتیں اپنے اپنے علاقہ میں نرخ کی کمی بیشی کے مدنظر کمی بیشی کر سکتی ہیں۔

عید فنڈ صدقۃ عید الفطر کے ساتھ ایک خاص مد عید فنڈ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ جس میں عید کے موقعہ پر ہر کمانے والے مرد سے کم از کم ایک روپیہ کی رقم اس فنڈ میں وصول کی جانی چاہیئے۔ امید ہے کہ اس امر کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ کی جائے گی۔ اور احباب عید کے موقعہ پر فنڈ بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان میں حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اس مد کی تمام رقم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ ابھی سے احباب میں صدقۃ الفطر کی تحریک اور وصولی شروع کر دیں تا رمضان المبارک کے آخر تک ہر ایک سے رقم وصول ہو سکے۔ نیز عہدیداران مال کوشش فرمائیں کہ مرکز میں بھجوائی جانے والی رقم عید سے قبل قادیان دار الامان میں بھجوا دی جائیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

امتحان کتب سلسلہ

نظارت ہذا کے انتظام کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں میں سے کوئی کتاب مقرر کر کے جو امتحان سال میں دو مرتبہ لیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق ۱۹۵۵ء کی پہلی ششماہی کے لئے مندرجہ ذیل دو چھوٹے چھوٹے رسالے مقرر کئے جاتے ہیں

(۱) رسالہ الوصیت (۲) ابطال الوہیت مسیح

یہ امتحان مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۵۵ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔

جملہ جماعتہائے ہندوستان کے سیکرٹریان تعلیم سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں ان امتحانات کی اہمیت واضح کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست کتب سلسلہ کا بغور مطالعہ کر کے نہ صرف امتحان میں کامیاب ہوں۔ بلکہ تعلیم سلسلہ سے خود بھی پوری طرح آگاہ ہوں اور اپنی اولادوں کو بھی آگاہ کر سکیں۔

امتحان میں شامل ہونے والے دوستوں کی فہرست (معہ ولدیت و سکونت) جلد از جلد نظارت ہذا میں بھجوا دی جائے۔ تاہم رول نمبر بھجوا سکیں۔

رسالہ الوصیت جملہ امیدواران امتحان کو مفت مہیا کیا جائے گا۔ دوسرا رسالہ ابطال الوہیت مسیح چار آنہ قیمت پر دفتر بکڈپو قادیان کو براہ راست لکھ کر یا نظارت ہذا کی وساطت سے منگوایا جا سکتا ہے۔

نوٹ: احباب جماعت کی سہولت کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنی زبان میں امتحان دے سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ اردو زبان ہو۔

(نظارت تعلیم و تربیت قادیان)

رمضان المبارک صدقات اور زکوٰۃ

رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو بہت قریب سے سن کر شرف قبولیت بخشتا ہے۔

جن کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا ہے۔ وہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ صرف روزے رکھتے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ صدقات ادا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اس ماہ میں پیارے آقا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ صدقات اور خیرات کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ صدقات کی ادائیگی صرف روحانی بیماریوں کی ہی دوا نہیں بلکہ یہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ صدقات بہت سی مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹلا دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ صدقات غرباء اور مساکین پر خرچ ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ان کے دلوں سے صدقات ادا کرنے والوں کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ جو یقیناً ایک خاص اثر رکھتی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ انہیں خاص طور پر قبول فرماتا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ کے پاس غیر محدود ثواب ہیں۔ اگر تم زیادہ قربانی کرو گے تو زیادہ ثواب کے مستحق بنو گے"۔

پس احباب کرام اس مبارک مہینہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کثرت سے صدقات کی ادائیگی فرما کر خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر کے مستحق بنیں۔ اور ایسی جملہ رقوم فوری طور پر مرکز میں ارسال فرمائیں تاکہ عید سے قبل مستحقین میں تقسیم کر دی جائیں۔ اور وہ آپ لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور خاص طور پر دعائیں کریں تا خدا تعالیٰ کی رضا آپ کے قریب سے قریب تر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

نوٹ: عہدیداران مال اور صدر صاحبان کا فرض ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں احباب جماعت کو کثرت سے صدقات اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پیغامات

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

تم اس ملک جا رہے ہو۔ جس پر مسلمانوں نے پہلی صدی میں قبضہ کیا اور سات سو سال تک وہاں قابض رہے اس ملک کا مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا ایک بڑے دکھ کی بات ہے۔ گو ملک تو نکلتے ہی رہتے ہیں۔ وہاں سے اسلام کا نکل جانا اصل صدمہ ہے۔ اور ایسا صدمہ جسے کسی مسلمان کو بھلانا نہیں چاہیئے شیعہ امام حسین کی یاد میں ہر سال تعزیئے نکالتے ہیں۔ یہ ایک بدعت ہے۔ لیکن اگر کسی صورت میں بھی جائز ہوتا تو مسلمانوں کو سپین کا ماتم ہر سال کرنا چاہیئے تھا۔ یہاں تک کہ ہر بچے اور ہر بوڑھے کے دل پر زخم کا اتنا گہرا نشان ہو جاتا۔ کہ کوئی مرہم اسے مندمل نہ کر سکتی۔

تم خوش قسمتی سے وہاں جا رہی ہو۔ اپنے فرض کو یاد رکھو اور اپنے خاوند کو یاد دلاتی رہو۔ تمہارا جانا تمہارے خاوند کو تبلیغ میں سست نہ کر دے بلکہ آگے سے بھی چست بنا دے۔ صحابیات جب جنگوں میں جاتی تھیں تو اپنے خاوندوں اور بھائیوں کو نہیں گھسیٹتی تھیں بلکہ خود ہمیشہ آگے ہوتی تھیں اسی وجہ سے ان کا نام عزت سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور قیامت تک یاد کیا جائے گا۔ اصل بیٹھنے کا وقت مرنے کے بعد ہے لیکن بیٹھنے والا اب اس کام کے دنوں کو زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے۔

آمین مرزا محمود احمد

بنام بیگم صاحبہ چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین اور اسی قسم کا پیغام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے دیا۔

"آپ کی شادی ظاہری حالات کے لحاظ سے دعاؤں اور برکات کے ساتھ ہوئی ہے مگر ابھی تک یہ صرف ایک جسم ہے اور اس کے اندر حقیقت کی روح ڈالنا تو ہمارے خدا کے ہاتھ میں ہے جو تمام فضلوں اور رحمتوں کا سرچشمہ ہے اور یا وہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ اپنے عمل سے خدائی نصرت و رحمت کی جاذب بنیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو فضلوں اور رحمتوں کا مورد بنائے اور حسنات دارین سے نوازے۔ آمین۔

سپین کا ملک جہاں آپ اپنے شوہر عزیز کرم الٰہی صاحب ظفر کے ساتھ جا رہی ہیں اسلام کا کھویا ہوا ورثہ ہے۔ جہاں اسلام کے پودے نے سات آٹھ سو سال اپنے برگ و بار کی شاندار بہار دکھائی ہے۔ مگر اب سیر خزاں کا دور دورہ ہے۔ آپ اسے اپنی دردمندانہ کوششوں اور دعاؤں کے ساتھ پھر پھلوں اور پھولوں سے شاداب اور آراستہ کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی عالمگیر اور ہمہ گیر بہار کا پیغام لے کر آئی ہے۔ سپین کا دوبارہ اسلام سے مشرف ہونا اسلام کا وہ روحانی انتقام ہوگا جس کیلئے اندلسی بزرگوں کی روحیں پکار رہی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے سر تاج کے ساتھ ہو اور دین و دنیا میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ مرزا بشیر احمد ربوہ"

مختصر اور ضروری خبریں

۱ارمئی نئی دہلی - ہندپارلیمنٹ کے ایوان عام میں بمبئی کے آزاد ممبر مسٹر کمل ناتھ نے اپنی تقریر میں کہا کہ صنف نازک کے تحفظ کے مقابلہ میں جانوروں کے تحفظ پر زور دینے والے رجعت پسند ہیں۔ اس قسم کے لوگ گائے کو تو ماتا کہتے ہیں لیکن اصل ماتا کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ آپ ہندو عورتوں کو طلاق کا حق دیئے جانے کی حالت میں تقریر کر رہے تھے۔ شریمتی جے شری نے بل کے حق میں پرزور تقریر کرتے ہوئے کہ طلاق کے اسباب میں عورتوں کے جسمانی نقائص کو بھی شامل کر لیا جائے۔

دہلی - ۱ارمئی - مولانا محمد میاں فاروقی کے ایک سوال کے جواب میں نائب وزیر دفاع نے بتایا کہ ہندوستان کی فوج میں یکم جنوری ۱۹۵۴ء کو برطانوی افسران کی تعداد ۱۰۷ تھی جو اب ۷۴ رہ گئی ہے۔ اس طرح ہندوستانی فوج کو مدریجاً مکمل ہندوستانی بنایا جا رہا ہے۔

لکھنؤ - ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اترپردیش میں گرمی، بیکاری، افکار، خانوانی جھگڑوں اور افیون کے نتیجہ میں پاگلوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حیدر آباد - ہندو مہاسبھا کے اجلاس میں جب صدر ہندو مہاسبھا مسٹر این سی چیٹرجی افتتاحی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو نتھورام گوڈسے کی جے کے نعرے لگائے گئے۔ نتھورام گوڈسے وہ شخص تھا جس نے مہاتما گاندھی کو گولیوں سے ہلاک کیا تھا۔

۱۴ارمئی - نئی دہلی - صدر جمہوریہ ہند نے دستور ہند کی دفعہ ۳۷۰ کے تحت ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے جموں و کشمیر دستور ساز اسمبلی کے کشمیر کے ہند میں مکمل الحاق کے فیصلہ کی تصدیق کر دی گئی ہے۔

سیئول - ۱۳ارمئی - وزیر اعظم جنوبی کوریا نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ اتحاد کوریا کے متعلق امریکہ کی تجویز کو ڈاکٹر سنگمن ری نے مسترد کر دیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ جنوبی کوریا کے مطابق صرف شمالی کوریا میں انتخابات کی ضرورت ہے۔

ایتھنز - یونان کے مغربی ساحل کے علاقہ میں زلزلہ کے متواتر جھٹکوں سے مکانات منہدم ہوئے اور لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ کئی لوگوں کو جانی نقصان پہنچا۔ مصیبت زدگان کی امداد کا کام جاری ہے۔

واشنگٹن - امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس کی تجویز کے مطابق جنوب مشرقی ایشیا کے مجوزہ دفاعی پیکٹ کے ممبر ملکوں کو فوجی امداد دی جائے گی۔ صدر آئزن ہاور نے ایک بیان میں کہا کہ ہند چینی کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد بھی امریکہ جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع سے دستبردار نہیں ہوگا۔

سری نگر - ۱۳ارمئی - مرکزی وزیر آبادکاری مسٹر اجیت پرشاد جین اور شیخ محمد عبداللہ کے درمیان ملاقات کی خبر سنی گئی ہے۔ اس ملاقات کو کافی اہمیت دی جا رہی ہے بعض حلقوں کے خیال میں شیخ صاحب کشمیر کی سیاسی زندگی میں دوبارہ داخل ہونا چاہتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۳ارمئی - ہند پارلیمنٹ کے ایوان عام میں وزیر اعظم مسٹر نہرو نے جاپان کے جنگی مجرموں کو معافی دیئے جانے کے متعلق ایک بیان میں کہا کہ اس بارہ میں ہندوستان کو اس کے حق سے محروم رکھ کر یک طرفہ اور مطلق العنان کارروائی کی گئی ہے۔

نئی دہلی - ۱۴ارمئی - وزیر اعظم ہند نے آج ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ حکومت ہند نے نیٹو کے ممبر ممالک کو مراسلے بھیجے ہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ حکومت ہند یہ تسلیم نہیں کرتی کہ نیٹو یا برطانیہ اور پرتگال کے معاہدہ کا اطلاق ہند کی پرتگال بستیوں پر بھی ہوتا ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ ہندوستان کی غیر ملکی بستیوں میں جنگی اڈے نہیں بنائے جا سکتے۔

نئی دہلی - ۱۴ارمئی - مسٹر اجیت پرشاد جین وزیر بحالیات نے آج دیوان عام میں ایک بل پیش کیا۔ جس کے تحت مرکزی حکومت کو کسی بھی نکاسی جائداد پر مفاد عامہ کے تحت قبضہ کرنے کا اختیار مل جائے گا۔ اس بل کے تحت مشرقی پنجاب اور پیپسو میں زمین کی الاٹمنٹ مستقل کر دیا جائے گا۔

دہلی ۱۳ارمئی - مسٹر این سی نائیڈو اور مسٹر سی مادھو ریڈی ممبران پارلیمنٹ نے ایک مشترکہ بیان میں واضح کیا ہے کہ کشمیر میں شیخ عبداللہ کے زوال کے بعد کمیونسٹوں نے نیشنل کانفرنس میں اپنے پاؤں زیادہ مضبوطی سے جما لئے ہیں یہاں تک کہ کابینہ اور افواج میں بھی ان کا اثر پھیل گیا ہے اور کئی محکموں کی نشریات کو کمیونزم کی اشاعت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

سنگاپور ۱۳ارمئی - ۰۰۰ چینی طلباء کے علیحدہ کر دیئے کی وجہ سے یہاں برطانوی فوجی رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ یہ طلباء جبری اور نیشنل سروس کے خلاف مظاہرے کر رہے تھے۔ پولیس نے لاٹھی چارج کر کے کچھ طلباء کو زخمی کر دیا۔ اور ۴۸ کو گرفتار کر لیا۔

اجین - ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس اور کمیونسٹوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک امریکہ کا ایجنٹ ہے اور دوسرا روس کا۔ آپ نے کہا موجودہ بیروزگاری کے بھیانک دور میں چرخہ چلا کر روٹی پیدا نہیں کی جا سکتی۔

کراچی ۱۵ارمئی - صدر جمہوریہ ہند نے کشمیر کے ہندوستان میں الحاق کے متعلق جو فرمان جاری کیا ہے اس پر پاکستانی سرکاری حلقوں نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔

نئی دہلی - وزیر اعظم ہندوستان نے دہلی سٹیٹ سیاسی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کشمیر کے متعلق آج کے اخبارات میں شائع ہونے والے صدارتی فرمان کا ذکر کیا آپ نے کہا ہندوستان نے مسئلہ کشمیر کے متعلق دنیا کے سامنے جو وعدے کئے ہیں ان پر قائم رہے گا۔ گو پاک امریکی فوجی معاہدہ نے کشمیر کی صورت حال کو بالکل بدل دیا ہے۔

نئی دہلی - ۱۶ارمئی - حکومت ہند نے عازمین حج کے لئے انکم ٹیکس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے راجستھان اڑیسہ کچھ اور مغربی بنگال میں ریونیو افسر مقرر کر دیئے ہیں۔ تاکہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

بمبئی - مقامی اخبار "ہندوستان" نے انگریزی اخبار "انڈین ایکسپریس" کے حوالہ سے اطلاع دی ہے کہ دھولیہ کے نزدیک رسک پور میں آریہ سماج کے توسط سے ۲½ ہزار مسلمانوں کی شدھی (ارتداد) ہوئی ہے۔ علاقہ گجرات میں مسلمانوں کی شدھی کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔

نئی دہلی - ۱۶ارمئی - صدر کانگریس پنڈت نہرو نے کانگریسی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے زبان کے مسئلہ پر انتہائی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے کہا اس مسئلہ پر تلخی پیدا نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں مختلف فیہ باتوں پر زور دینے کی بجائے متفق علیہ امور پر زور دینا چاہیئے۔

نئی دہلی - ۱۵ارمئی - ہند پارلیمنٹ کے ایوان عام میں وزیر اعظم ہندوستان پنڈت نہرو نے اپنی ۷۵ منٹ کی تقریر میں مختلف بین الاقوامی مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ جنیوا کانفرنس کوریا اور ہند چینی کے مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ آپ نے دنیا کے جنگ بازوں اور صلیبی جنگوں کے جذبات رکھنے والوں کو انتباہ کرتے ہوئے ہند چینی میں جنگ ختم کرنے کی اپیل کی۔

پشاور - ۱۲ارمئی - احراری لیڈر عبدالقیوم خان پوپلزئی سے ۲۰ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ ضمانت پیش نہ کرنے پر ایک سال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ سٹی مجسٹریٹ نے قابل اعتراض تقریر کرنے کے جرم میں یہ سزا دی ہے خبر ملی ہے کہ پوپلزئی نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ فیصلہ سنانے کے بعد وزیر اعلیٰ عبدالرشید خان کی رہائش گاہ پر احراریوں نے مظاہرہ کیا۔

جدہ - شاہ سعود نے رمضان کے آغاز پر مسلم عوام کو پیغام دیا ہے کہ مسلم ممالک صرف اتحاد و اتفاق سے ہی اپنی موجودہ پست حالت سے نجات پا سکتے ہیں۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اجداد نے عظیم الشان ترقیات حاصل کی ہیں ہمیں ایک بار پھر ظاہری و باطنی لحاظ سے خدا کی طرف جھکنا چاہیئے۔ دشمن ہمارے باہمی اختلافات سے فائدہ اٹھا رہا ہے ہمیں بجائے مایوسی کا شکار ہونے کے اپنے ایمانوں کو پختہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے اسلام اور مسلمانوں خصوصاً عربوں پر اثر انداز ہونے والے معاملات میں سعودی عرب کی مکمل حمایت کا اعلان کیا ہے۔

کراچی - وائس سعودی عرب کے نزدیک وزیر اعظم پاکستان کو کولمبو کانفرنس میں کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے مبارکباد دی ہے۔ ان کا ارادہ ۱۹۵۵ء میں دوبارہ پاکستان آنے کا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں